ہمارا پلان

پلاننگ کمیشن

پنج سالہ پلان

جنتا ایڈیشن

یہ باتصویر ایڈیشن کوئی چارسو صفحات پر مشتمل ہے اور اس مقصد کے پیش نظر مرتب کیا گیا ہے کہ اصل کتاب کے مقابلے میں مختصر ہونے کے باوجود مضمون کی جامعیت میں کوئی فرق نہ آئے۔ زبان عام فہم اور آسان استعمال کی گئی ہے۔ عام پڑھنے والے یا اس موضوع کا خاص طور پر مطالعہ کرنے والے کے لئے اس ایڈیشن کی افادیت پورے طور سے برقرار ہے۔ تصویروں کے علاوہ اس کتاب میں مفید نقشے اور چارٹ بھی شامل کئے گئے ہیں۔

قیمت دو روپے

اپنے شہر کے کتب فروشوں سے طلب کیجئے

یا

براہ راست مندرجہ ذیل پتے سے منگوایئے

بزنس منیجر پبلیکیشنز ڈویژن اولڈ سیکرٹریٹ دھلی-۸

ہمارا پلان

پبلیکیشنز ڈویژن
منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ
گورنمنٹ آف انڈیا

فہرست مضامین

نیشنل ڈیویلپمنٹ کونسل کے اجلاس میں جو مرکزی حکومت کے وزراء پلاننگ کمیشن کے ممبروں اور ریاستوں کے وزراء اعلیٰ پر مشتمل ھے پنج سالہ پلان کی ترقی پر بحث مباحثہ کیا جا رھا ھے۔

تمہید

پنج سالہ پلان کا مقصد یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت کے لئے ایک بہتر، خوشحال تر اور مسرور تر زندگی کا سامان مہیا کیا جائے۔ گذشتہ زمانے میں ہندوستان کے فرمانرواؤں کے سامنے اپنے اور اپنے حامیوں کے مفادات رہتے تھے۔ آج کئی صدیوں کے بعد یا غالباً ہماری ساری تاریخ میں پہلی دفعہ بحیثیت مجموعی لوگوں کی بہبود کو ترقی دینے کے لئے باقاعدہ طور پر طے شدہ تجویزوں کے مطابق کوشش کی جا رہی ہے۔

مناسب طور پر پلان بنا لینے سے ایک قوم اپنے تمام ذرائع کا جو آدمیوں، روپیہ اور مادّی اشیاء پر مشتمل ہوتے ہیں، پوری طرح استعمال کر سکتی ہے۔ ہمارے دیش میں ۱۹۳۸ء میں پلاننگ کے خیال نے حقیقت کی صورت اختیار کی۔ اس وقت انڈین نیشنل کانگرس نے جواہر لال نہرو کی صدارت میں ایک قومی پلاننگ کمیٹی قائم کی۔ اس کے تھوڑی مدت بعد عالمگیر جنگ شروع ہو گئی اور اس کے اکثر ممبر گرفتار کر لئے گئے۔ ان تمام اُلجھنوں کے باوجود اس کمیٹی نے قیمتی مواد مرتب کر کے شائع کیا اور دیش کے مزاج کو پلان کی جانب مائل کیا۔ بمبئی پلان جو دس ہزار کروڑ روپے کے اخراجات کا حامل تھا، ۱۹۴۴ء میں شائع ہُوا۔ اس کے بعد کئی اور پلان ملک کے سامنے آئے۔

ہمارے دیش میں آزادی بہت ناسازگار حالات میں آئی۔ آزادی کا سورج طلوع ہوتے ہی نئی حکومت کے سامنے طرح طرح کی اُلجھنیں اور مسائل پیدا ہو گئے۔ کئی جگہوں پر امن و امان قائم کرنا پڑا اور بڑے بڑے سیاسی عقدے حل کرنے پڑے۔ عین اس وقت جب کہ زندگی کی بنیادی ضروریات کا حاصل کرنا بھی دشوار ہو رہا تھا۔ زندگی کے بلند تر

معیار کے لئے لوگوں کی توقعات بہت اونچی اٹھ گئیں۔ جنگ کی وجہ سے ہماری اقتصادیات پہلے ہی مضروب ہو چکی تھیں۔ اس کے فوراً بعد ملک کی تقسیم نے اس پر اور کاری ضربیں لگائیں۔ سندھ اور پنجاب کے وہ علاقے جو نہروں سے سیراب ہوتے تھے اور پوربی بنگال کے شاداب زیریں علاقے ہمارے ہاتھ سے نکل گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے سامنے ایک تو خوراک کا بڑا بھاری مسئلہ پیدا ہو گیا اور دوسرے پٹ سن اور کپاس کی پیداوار میں شدید کمی واقع ہو گئی۔ اس وقت نوزائیدہ حکومت کو پاکستان میں آنے والے لاکھوں بے گھر لوگوں کے لئے امداد، رہنے کے مکانات، اور روزگار کا انتظام کرنے کا بھاری بوجھ برداشت کرنا پڑا۔

جنگ اور تقسیم کے برے نتائج کا مقابلہ کرنے، قیمتوں کو نیچے کی سطح پر رکھنے، پیداوار کو بڑھانے اور حاصل شدہ سامان کی تقسیم کرنے کے لئے اقدامات کرنا ضروری ہو گئے۔ اس وقت یہ امر بالکل نمایاں تھا کہ جب تک ہماری اقتصادیات کے بنیادی نقائص رفع نہیں ہو جاتے، دیش ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا۔

یہ نقائص کیا ہیں۔ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کا انحصار زمین پر ہے ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی زمینوں کا رقبہ کم سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ کسان بے دلی سے اپنی چھوٹی سی زمین میں کاشت کرتا ہے اس زمین میں ناکافی پانی اور ناکافی کھاد بہم پہنچائی جاتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری زرعی پیداوار دوسرے ملکوں کی زرعی پیداوار کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بھارت میں ایک ایکڑ میں جتنی گندم پیدا ہوتی ہے۔ مصر اور جاپان میں ایک ایکڑ میں اس سے تین گنا زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دیہاتی صنعتیں زوال پذیر ہو چکی ہیں اور دیہاتی آبادی کے لئے جو مجموعی آبادی کا ۹۰ فیصدی ہے کافی کام نہیں رہا ہے۔ ہماری شہری صنعت نے اتنی ترقی نہیں کی کہ وہ فالتو دیہاتی آبادی کو اپنے اندر جذب کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ منظم جدید صنعتوں میں صرف ۲۵ لاکھ افراد یعنی

ہماری آبادی کے ایک فیصدی سے بھی کم تعداد اس وقت کام کر رہی ہے۔

ضروری سامان اور خدمات کی کم یابی بڑھتی ہوئی قیمتیں اور بے روزگاری ہماری اقتصادیات کے غیر ترقی پسندانہ کردار کا بنیادی سبب ہیں۔ ہماری اقتصادیات ایک مقام پر ٹھہری ہوئی ہیں لیکن آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ گذشتہ پچاس برس میں آبادی میں ۵۲ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔

اس لئے اگر ہم غریب ہیں تو یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ اوسطاً ایک ہندوستانی ۲۵۵ روپے سالانہ کماتا ہے جب کہ ایک امریکن ۱۰ ہزار روپے سالانہ کماتا ہے۔ اس معمولی آمدنی سے ہندوستانی کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان میں اوسطاً عمر ۳۲ برس ہے جب کہ نیوزی لینڈ میں ۶۴ برس اور برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ۶۱ برس ہے۔ ہمارے یہاں ہسپتالوں، ڈاکٹروں اور نرسوں کی تعداد بھی ناکافی ہے۔ ہوشیار اور ذہین ہونے کے باوجود ہمارے یہاں صرف ۱۷ فیصدی لوگ لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ ان سب باتوں کے علاوہ شہروں اور دیہات میں آبادی بڑھتی جا رہی ہے۔

مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کی یہ انتہائی خواہش تھی کہ عام آدمیوں کے معیارِ زندگی میں تیز رفتاری سے اضافہ کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے توسیع و ترقی کی متعدد اسکیموں کو ہاتھ میں لیا۔ ہمارے پاس آدمیوں، روپے اور تربیت یافتہ لوگوں کے ذرائع محدود تھے۔ چنانچہ اُن پر بہت زیادہ دباؤ پڑا۔ اس بات کی بڑی ضرورت تھی کہ دیش کی ضروریات اور ذرائع کا ایک مکمل نقشہ طیار کیا جائے اور کام کرنے کا ایک واضح پلان بنا لیا جائے۔

چنانچہ سنہ ۱۹۵۰ء میں پلاننگ کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تاکہ ہمارے تمام ذرائع کا تعین کیا جائے اور ان ذرائع کے مؤثر ترین اور متوازن ترین استعمال کے لئے ایک پلان طیار کر لیا جائے۔

ڈرافٹ پلان جو مرکزی وزارتوں، ریاستوں اور عوام کے مشورے سے بنایا گیا تھا، جولائی ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا تاکہ "اس پر عوامی طور پر وسیع بحث مباحثہ ہو سکے۔" بعد میں کمیشن نے جو مشورے دئے اُن کے پیشِ نظر اس میں اصلاح کی گئی۔ پنج سالہ پلان اپنی قطعی صورت میں دسمبر ۱۹۵۲ء کو پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا۔ جواہر لال نہرو کے الفاظ میں "یہ پلان لوگوں کے مختلف طبقوں کی ہم آہنگی کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی کرتا ہے۔"

پہلا باب

مقاصد اور رسائی

پلان کے دو بڑے مقاصد یہ ہیں کہ پیداوار میں اضافہ کیا جائے اور موجودہ نابرابریوں کو کم کیا جائے۔

اقتصادی سرگرمیوں میں زیادہ حرکت پیدا کرنے کے لئے نئے ڈیم، نہریں، سڑکیں اور فیکٹریاں تعمیر کی جائیں گی۔ بنجر زمین توڑی جائے گی اور کاشت کے نئے طریقے زیرِ عمل لائے جائیں گے۔ ہمارا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ زیادہ سرمایہ حاصل ہو، بلکہ ہمیں بہتر افراد بھی پیدا کرنے ہیں۔ چنانچہ نئے اسکول اور ہسپتال کھولے جائیں گے اور قوم کو صحت مند، مسرت بخش اور متمدن زندگی بسر کرنے کے زیادہ مواقع مل سکیں گے حکومت اس بات کا بھی انتظام کرے گی کہ ساری قوم بحیثیتِ مجموعی اس قومی کوشش سے مستفید ہو۔

اپنے سامنے ہم نے جو مقصد رکھا ہے وہ یہ ہے کہ فی کس آمدنی کو دُگنا کر دیا جائے۔ یہ مقصد ۲۵ برس کی مدت میں حاصل ہو سکے گا۔ کیونکہ ہماری قوم مقابلتاً غریب ہے اور ایک تیز رفتار ترقی کے لئے جن ذرائع کی ضرورت ہے اُنھیں جمع نہیں کر سکتی لہذا توقع یہ ہے کہ موجودہ پلان کے نتیجے کے طور پر ہماری قومی آمدنی ۹۰۰۰ کروڑ روپے سے ۱۰۰۰۰ کروڑ روپے تک پہنچ جائے گی۔ لیکن بتدریج جوں جوں ہمارے ذرائع بڑھتے جائیں گے اور ہم اپنی زراعت کی حالت کو بہتر بنانے اور نئی فیکٹریوں اور ڈیموں کی تعمیر کے لئے روپیہ صرف کرتے جائیں گے ہماری آمدنی بھی اسی نسبت

سے بڑھتی جائے گی۔ ۱۹۶۵ء سے اس کا رُخ سیدھا اونچائی کی جانب ہو جائے گا، حتیٰ کہ ۱۹۷۶ء میں یہ دُگنی ہو جائے گی۔ لہٰذا وہ لوگ جو آج جوان ہیں یہ توقع کر سکتے ہیں کہ ادھیڑ عمر میں جا کر وہ اپنے معیارِ زندگی میں ایک عام اضافہ دیکھ سکیں گے ایک اتنا ذرا سا اضافہ نہیں جو مشکل محسوس ہو سکے اور جس کے متعلق یہ بحث ہو کہ یہ اضافہ ہے بھی یا نہیں۔ بلکہ ایک بالکل واضح اور غیر متنازعہ فیہ اضافہ ہو گا۔ ایک قوم کی زندگی میں اس سے زیادہ کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

نابرابریوں میں کمی

سماجی انصاف پلان کا ایک اور بڑا مقصد ہے۔ اس وقت امیر اور غریب کے درمیان اور شہری اور دیہاتی علاقوں کے درمیان سرمائے کی تقسیم میں ایک بہت بڑی نابرابری کارفرما ہے۔ اگر ہمیں اپنے دیش میں جمہوریت کو فروغ دینا ہے تو ان نابرابریوں کو ختم کرنا ہو گا۔ اس نئے پلان کے پیشِ نظر یہ بات ہے کہ وہ زیادہ مساوی بنیادوں پر ہمارے سماج کی نئی تعمیر کرے۔

لیکن جلد بازانہ اور بے سوچے سمجھے ہوئے اقدامات بچتوں کی حوصلہ شکنی کر کے اور نتیجتہً صرفے اور توسیع کے کام میں رکاوٹ ڈال کر اپنا مقصد خود ختم کر دیتے ہیں۔ سماجی ڈھانچے کو تبدیل کرنے کے لئے ہمیں تشدّد سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ تشدّد ہماری روایات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا۔ ہمیں جو بھی ضروری تبدیلی لانا ہے وہ قانون سازی کے ذریعے سے ایک منظّم و منضبط طریقے سے لانا ہے۔

یہ تبدیلی دراصل زمینداری کے خاتمے کے ساتھ شروع ہو چکی ہے۔ موت ٹیکس کے نفاذ کے لئے پارلیمنٹ عنقریب ہی قانون پاس کرے گی۔ ساتھ ہی ساتھ کمزور اور مفلس لوگوں کی اقتصادی حالت کو بھی مضبوط بنایا جا رہا ہے۔ لگان داروں کے تحفظ اور پس ماندہ جماعتوں کے سدھار کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں، ان کے پیشِ نظر بھی یہی مقصد ہے۔

سرکاری اور نجی کوششیں

باقاعدہ مجوزہ ترقی کا مطلب یہ ہے کہ حکومت ملک کے اقتصادی معاملات

میں حصّہ لے۔ مثال کے طور پر یہ گورنمنٹ ہی کا فرض ہے کہ وہ زراعت اور صنعت کو جدید رنگ روپ دے۔ ملک میں پانی کے ذرائع کا پورا پورا استعمال کرے اور صنعت میں جدید ترین ٹیکنیک کا استعمال کرے۔ ان بہتریوں کے بغیر مالی اقتصادیات میں جلدی کوئی تبدیلی نہیں آسکتی اور نہ ہی ایک معقول وقت میں لوگوں کی امنگیں پوری ہو سکتی ہیں۔

اس لئے ان حالات میں ضروری ہے کہ حکومت پیداوار بڑھانے والی قوتوں کی رہنمائی کرنے اور انہیں سیدھا رستہ دکھائے۔ لیکن اس کے باوجود نجی کوششوں کو ملک کی اقتصادیات میں ایک باوقار مقام حاصل ہوگا۔ پرائیویٹ کوششیں محض منافع بازی ہی کے خیال سے نہیں چلائی جانی چاہئیں بلکہ انہیں بحیثیت مجموعی قوم کے مفاد کے لئے کام کرنا چاہئیے۔

ملک کی اقتصادیات میں سرکاری اور نجی حلقوں کی اضافی پوزیشن کا اندازہ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے۔ یہ اعداد و شمار دونوں کے ۱۹۵۱-۵۰ء کے ساز و سامان کی قیمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

سرکاری ملکیت	کروڑ روپے	نجی حلقہ	کروڑ روپے
ریلوے	۸۳۷	فیکٹریوں کا قیام	۱۱۱۰
آب رسانی کے کام		مشینیں	۱۰۰۱
(جن میں ندیانی وادیوں کے		بجلی کے کام	۷۰
کثیر المقاصد پراجیکٹ شامل ہیں)	۲۳۰	کانیں	۳۰
رسل و رسائل اور براڈکاسٹنگ	۵۳	جہاز رانی اور ہوا بازی	۳۲
بجلی کے کام	۴۹	موٹر ٹرانسپورٹ	۱۳۰
صنعتیں	۴۴		
شہری ہوا بازی	۱۰		
بندرگاہیں	۸		
مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن	۵		
میزان	۱۲۳۶	میزان	۲۳۷۳

پلان کے تحت عام بہبود کو ترقی دینے کے لئے دونوں حلقے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔ نجی حلقے کی وسعت کے لئے بھی بڑا میدان ہوگا۔ اصل میں پلان کے تحت اس کے سپرد جو کام کیا گیا ہے اسے مکمل کرنے کے لئے اسے بڑی محنت سے کام کرنا ہوگا۔

جمہوری رسائی

ہمارے پلان میں کچھ خاص باتیں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ قومی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے، دوسرا دنیا کے کسی ملک میں پلیننگ کے لئے اس پیمانے پر جمہوری طریقہ اختیار نہیں کیا گیا جس پیمانے پر بھارت میں۔ پلان طیار کرتے وقت ان تمام لوگوں سے مشورہ کیا گیا جو کسی بھی مفاد کی نمائندگی کرتے تھے۔ آخر کار لوگوں کا پلان زیادہ تر خود لوگوں ہی کے ہاتھوں عمل میں آئے گا۔

دوسرا باب

پلان

پانچ سالہ پلان کی مدت ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۶ء تک ہے اور اس پر ۲۰۶۹ کروڑ روپیہ خرچ آرہا ہے۔ یہ روپیہ حسب ذیل نقشے کے مطابق ہماری اقتصادیات کے مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

	اخراجات (کروڑ روپے میں)	مکمل اخراجات کا فی صدی
زراعت اور اجتماعی توسیع و ترقی	۳۶۱	۱۷٫۵
آب رسانی	۱۶۸	۸٫۱
آب رسانی اور بجلی کے کثیر المقاصد منصوبے	۲۶۶	۱۲٫۹
بجلی	۱۲۷	۶٫۱
ٹرانسپورٹ اور رسل و رسائل	۴۹۷	۲۴٫۰
صنعت	۱۷۳	۸٫۴
سماجی خدمات	۳۴۰	۱۶٫۴
دوبارہ آبادکاری	۸۵	۴٫۱
متفرق	۵۲	۲٫۵
	۲۰۶۹	۱۰۰٫۰

پلان بنیادی طور پر مستقبل میں ایک زیادہ تیز رفتار توسیع و ترقی کی جانب پہلا قدم ہے۔ صرفے اور اضافہ شدہ پیداوار کے مجوزہ نشانوں کا اگر آئندہ بیس سال کے صرفے اور اضافہ شدہ پیداوار سے مقابلہ کیا جائے تو یہ کوئی خاص زیادہ نہیں ہیں، بس موزوں ہی ہیں۔ لیکن اگر ماضی کے رجحانات سے مقابلہ کیا جائے تو یقیناً بہت زیادہ ہیں مختلف سیکٹروں کے باہمی تقابلہ کرنے والے عدد کی تشکیل کر دی گئی ہے تاکہ پلان کی مدت میں جو ذرائع حاصل ہوں اُن سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھایا جا سکے۔

آب رسانی اور بجلی کے ساتھ زراعت کو پلان میں سب سے زیادہ ترجیحی مقام حاصل ہے اور یہ بالکل قدرتی بات ہے کیونکہ ہمارے لوگوں کی دو تہائی سے زیادہ کا انحصار زمین پر ہے۔ جب تک ہم انھیں زیادہ پیدا کرنے اور زیادہ کمانے کے سلسلے میں مدد نہیں دیں گے، ہماری اقتصادیات میں ترقی کا شدید جذبہ مفقود رہے گا۔ اس کے علاوہ خوراک اور خام مواد کی پیداوار میں ایک معقول اضافے کے بغیر صنعت میں وسعت ممکن نہیں۔ اس سلسلے میں حکومت جو کوشش کرے گی، اُس کی پشت پر ملک کے لاکھوں کسانوں کی امداد ہوگی۔

پلان میں شامل کیا ہوا آب رسانی کا بڑا پروگرام زرعی توسیع و ترقی کا موجب ہوگا اگرچہ بجلی کی پیداوار آب رسانی کے بعض منصوبوں کا لازمی جزو ہے۔ یہ بذات خود بھی بہت اہم ہے۔ بجلی صرف دیہاتی صنعتوں کو زندہ کرنے کے لئے ہی ضروری نہیں ہے بلکہ شہری صنعتوں کی وسعت کے لئے بھی بہت ضروری ہے۔

وسعت پذیر ہوتی ہوئی اقتصادیات کی ضروریات کے مطابق ٹرانسپورٹ کا بڑھنا بھی بہت لازمی ہے۔ چنانچہ پلان میں سڑکوں اور ریلوں کی توسیع و ترقی کے لئے بھی ایک معقول گنجائش رکھی گئی ہے۔

چونکہ حکومت کے ذرائع زیادہ تر زراعت اور ٹرانسپورٹ ہی میں صرف ہوں گے۔ اس لئے صنعتی ترقی کی ذمہ داری زیادہ تر نجی کوششوں پر ہوگی۔ لیکن حکومت ان صنعتی منصوبوں کو جو پہلے ہی سے وہ ہاتھ میں لے چکی ہے مکمل کرے گی، اور ضروری سامان مثلاً لوہا، فولاد اور بجلی کا بھاری سامان بنانے کے لئے جو اقتصادی توسیع و ترقی کے لئے ضروری ہیں، نئے کارخانے

بھی قائم کرے گی۔

اقتصادیات کو وسعت دینے کی فوری ضرورت کے پیشِ نظر سماجی خدمات کے لئے ایک محدود رقم باقی رہ جاتی ہے۔ اگرچہ انہی چند برسوں میں ان میں خاصی وسعت ہوئی ہے، اس کے باوجود وہ ہماری ضروریات کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ اس دائرے میں سرکاری کوششوں کے ساتھ قومی کوششوں کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر لوگ اپنی کوششوں سے صفائی کی حالت بہتر بنا سکتے ہیں اور ناخواندگی کو دور کر سکتے ہیں۔

کمیشن بے گھر لوگوں کی ضروریات سے بھی پوری طرح آگاہ ہے اور ان کی آبادکاری کے لئے ۵۰ کروڑ روپیہ وقف کر دیا گیا ہے۔

اقتصادیات کے بڑھنے کے لئے کمیشن نے ایک مناسب پالیسی، پروگرام اور تیز رفتار ترقی کی متعدد اسکیموں کو زیرِ عمل لانے کے لئے کارکنوں کی تجویز کر دی ہے۔

تیسرا باب

غذائی پالیسی

گاندھی جی نے کہا تھا کہ "ان لاکھوں لوگوں کے لئے جنھیں دو وقت کھانا نصیب نہیں ہوتا اگر کوئی ایسی قابلِ قبول صورت ہے جس میں پرماتما جلوہ دکھا سکتا ہے تو وہ خوراک ہے۔" خوراک بے شک انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس کی ایک شاعر اور دفتر میں کام کرنے والے کو اتنی ہی ضرورت ہے جتنی ایک مزدور اور سپاہی کو۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہمارا ملک ایک زراعتی ملک ہے لیکن اس کے باوجود اس میں خوراک کی کمی ہے۔ گذشتہ سات برس میں ہمارے دیس میں اناج کی درآمد تقریباً بیتس لاکھ ٹن سالانہ رہی ہے۔ یہ اعداد اس خلا کو واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں جو ہماری پیداوار اور ضرورت کے درمیان حائل ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں اپنی بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے ہر سال تقریباً ۴ء۵ لاکھ ٹن مزید اناج کی بھی ضرورت ہے۔

قومی مفادات کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں جس قدر خوراک کی ضرورت ہے وہ ہم اپنے ملک ہی میں پیدا کریں۔ اپنے گھر میں اناج کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے محتاط اور مسلسل کوششیں بہت ضروری ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ کوشش بھی ہونا چاہیئے کہ بڑھتی ہوئی پیداوار کو منڈی تک بھی لایا جائے۔ جب تک ملک میں کافی خوراک پیدا نہیں ہوگی ہم کلی طور پر درآمد سے نجات حاصل نہیں کر سکتے نہ ہی اناج کی تقسیم اور قیمتوں پر سے کنٹرول ہٹایا جا سکتا ہے۔ ملک کے تمام حصوں اور قوم کے ہر حلقے میں معقول قیمتوں پر حاصل شدہ مال کی مساویانہ اصولوں پر تقسیم کرنے کے لئے یہ اقدامات ضروری ہیں۔

۱۵۔ اس سورت میں اس پالیسی کا مطلب یہ ہے کہ بڑے شہروں اور کم اناج والے علاقوں میں راشن کا طریقہ اور دوسری جگہوں پر تقسیم پر کنٹرول جاری رہے۔ اناج حاصل کرنے کا اور دینے کا عمل فالتو اناج اور کم اناج والی دونوں طرح کی ریاستوں میں جاری رہے گا۔ فالتو اناج والی ریاستوں کے پیشِ نظر یہ اصول رہنا چاہیئے کہ وہ کم اناج والی ریاستوں کو جتنا زیادہ اناج دے سکتی ہیں، دیں۔ اور کم اناج والی ریاستوں کے پیشِ نظر یہ اصول رہنا چاہیئے کہ وہ اپنے کم سے کم مطالبات پیش کریں۔ درآمد کو جس قدر بھی ممکن ہو کم کیا جائے۔

جب وقت ہماری ملکی پیداوار میں تقریباً ۵ – ۷ لاکھ ٹن کا اضافہ ہو جائے اور ٹرانسپورٹ کی مناسب آسانیاں حاصل ہوں اس وقت کنٹرول نرم کئے جا سکتے ہیں۔ اس دوران میں اناج پر کنٹرول نافذ کرنے والی موجودہ انتظامی مشینری کی حالت کو بہتر بنانا چاہیئے۔

دُنیا میں چاول کی کمی اور درآمد کی بڑی قیمتوں کے پیشِ نظر لوگوں کی خوراک کی عادات میں قدرے تبدیلی کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے دیش میں چاول کی کمی ہماری پوری ضروریات کا ۲ سے ۳ فیصدی تک ہے۔ یہ کمی گیہوں اور ضمنی خوراک کے زیادہ استعمال اور چاول کے کم استعمال سے بآسانی پوری کی جا سکتی ہے۔ غذائیت کے اعتبار سے بھی اس قسم کی تبدیلی کی سفارش کی جاتی ہے۔

چوتھا باب

زراعت

اگرچہ ہماری آبادی کا کل دو تہائی حصہ زراعت میں مصروفِ عمل ہے ؛ تاہم ملک کی ضروریات کے مطابق زمین کافی خوراک، کپاس، پٹ سن اور تیل کے بیج پیدا نہیں کرتی - چنانچہ بہت واضح طور پر ہماری زرعی اقتصادیات میں بڑی بڑی خامیاں موجود ہیں- پلان (۱) ان خامیوں کو دُور کرنا چاہتا ہے - (۲) خوراک اور کچے مال کی موجودہ کمی کو ختم یا کم کرنا چاہتا ہے اور (۳) دیہاتی ماحول اور دیہاتی آبادی کے نظریے میں ایک تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے - زرعی حلقے میں اخراجات مندرجہ ذیل ہیں -

		(کروڑ روپوں میں)
زراعت	..	۱۸۴ ، ۳۲
مویشیوں کا علاج اور اُن کی نگہداشت جس میں ڈیری کا کام بھی شامل ہے	..	۲۲ ، ۲۸
جنگل	..	۱۱ ، ۶۹
امداد باہمی	..	۷ ، ۱۱
ماہیات	..	۴ ، ۶۴
دیہاتی توسیع و ترقی	..	۱۰ ، ۷۴

	کروڑ روپوں میں
اجتماعی منصوبے ..	۹۰ء۰۰
مقامی نوعیت کے کام ..	۱۵ء۰۰
قلت زدہ علاقوں کے لئے پروگرام ..	۱۵ء۰۰
	۳۶۰ء۴۱

۱۔ پیداوار کا پروگرام

کمیشن کے پروگرام کے تحت مزید پیداوار کے جن نشانوں تک ہمیں پہنچنا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ ۷۶ لاکھ ٹن اناج۔ ۱۲ء۶ لاکھ روئی کی گانٹھیں۔ ۲۰ء۹ لاکھ پٹ سن کی گانٹھیں۔ ۷ لاکھ ٹن کھانڈ اور ۴ لاکھ ٹن تیل کے بیج۔

یہ پروگرام (۱) ریاستی حکومتوں کے مشورے سے بنائی ہوئی اسکیموں اور (۲) کمیشن کی تجویز کی ہوئی ضمنی اسکیموں پر مشتمل ہے۔ اول الذکر سے ۶۵ لاکھ ٹن اناج کی توقع ہے۔ جیسا کہ نیچے دئے ہوئے نقشے سے ظاہر ہے۔

	دس لاکھ ٹن
آب رسانی کے بڑے بڑے کام ..	۲ء۰۱
آب رسانی کے چھوٹے چھوٹے کام ..	۱ء۷۸
زمین کا توڑنا اور زمین کی توسیع و ترقی ..	۱ء۵۱
کھاد ..	۰ء۶۵
بہتر بیج ..	۰ء۵۶
	۶ء۵۱

آب رسانی کے جن بڑے اور چھوٹے کاموں کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ان سے ۱۶۸ لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہوگی۔

زمین توڑنے کے پروگرام کے تحت مرکزی اور ریاستی حکومتیں ۳۵ کروڑ روپے کی لاگت سے ۷۴ لاکھ ایکڑ زمین کو زیرِ کاشت لے آئیں گی۔ مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن کے تحت کوئی ۱۴ لاکھ ایکڑ زمین توڑی جائے گی۔ اور اسے ترقّی دی جائے گی۔ اور ریاستی آرگنائزیشنوں کے تحت ۱۲ لاکھ ایکڑ زمین۔ بقیہ ۴۸ لاکھ ایکڑ زمین کسان خود حکومت کی مدد سے قابلِ کاشت بنائے گا۔

کسان کو بہتر بیج اور کھاد مہیّا کی جائے گی اور بہتر اوزاروں کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

کمیشن نے جو ضمنی اسکیمیں تجویز کی ہیں۔ ان کا ایک عام خاکہ نیچے دئے ہوئے نقشے سے واضح ہو جاتا ہے۔

کروڑ روپیوں میں

(۱)	آب رسانی کے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے مزید انتظام	..	۳۰
(۲)	ٹیوب ویلوں کی تعمیر کے لئے مزید پروگرام	..	۶
(۳)	قومی توسیعی آرگنائزیشن	..	۳
(۴)	زیادہ اناج اُگاؤ کے لئے ۱۹۵۳-۵۴ء کے دوران میں ضمنی الاٹمنٹ	..	۱۰
(۵)	اجتماعی منصوبے جن میں وہ ۶۶ منصوبے بھی شامل ہیں جو پہلے سے جاری کئے جا چکے ہیں۔	..	۹۰

مزید پیداوار کے نشانے ان کوششوں کی وسعت اور عظمت کو ظاہر کرتے ہیں جس کا پلان میں انتظام کیا گیا ہے۔ ہر ریاست میں نشانے ضلع وار، تحصیل وار اور گاؤں وار تقسیم کئے گئے ہیں۔ یہ ہر پنچایت بلکہ ہر کسان کا فرض ہے کہ کامیابی کو ان نشانوں تک پہنچائے بلکہ ان نشانوں سے بھی آگے لے جائے۔ اس کام میں کسان کو توسیعی کارکنوں اور محکمہ زراعت کے ملازموں کی مدد حاصل ہوگی۔

مالیات

کسان کی ایک بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ اُس کے پاس روپیہ ناکافی ہوتا ہے۔ پلان کے تحت کاشتکار کو ریزرو بنک آف انڈیا بھی روپیہ دے گا اور امداد باہمی کی قرضے کی سوسائٹیوں کے ذریعے سے حکومت بھی۔ امید کی جاتی ہے کہ پلان کی مدّت کے خاتمے کے وقت کسانوں کو سالانہ، کم مدّت کے، درمیانی مدّت کے اور لمبی مدّت کے بالترتیب قرضوں کی صورت میں ۱۰۰ کروڑ روپیہ ۲۵ کروڑ روپیہ اور ۵ کروڑ روپیہ ملے گا۔

امداد باہمی کے ذریعے سے اشیاء کو بازار تک لانا

کاشتکار اپنا مال دو طریقے سے فروخت کرتا ہے۔ یا تو منڈی میں دلّالی کے ذریعے سے یا قرض خواہ کی وساطت سے۔ گزشتہ زمانے میں غیر معقول طریقوں کی بدولت کاشتکار قیمتِ فروخت کے جائز حصّے کے حق سے محروم کیا جاتا رہا ہے۔ اب اس امر کا یقین کرنے کے لیے کہ کسان کو اُس کی پیداوار کے بدلے میں معقول روپیہ ملے گا، سارے ملک میں باقاعدہ منڈیاں اور امداد باہمی مارکیٹنگ سوسائٹیاں قائم کی جارہی ہیں۔ کواپریٹو (امداد باہمی کی) مارکیٹنگ سوسائٹیاں صرف پیداوار ہی فروخت نہیں کرتیں بلکہ اس کے ساتھ ہی کسان کو قرضے بہتر بیج اور کھاد بھی مہیا کرتی ہیں۔ جہاں کہیں ممکن ہو یہ سوسائٹیاں زرعی پیداوار کے کا کام بھی کرتی ہیں۔

کواپریٹو (امداد باہمی) کی مارکیٹنگ راہِ ترقی پر گامزن ہے۔ اس وقت تک اُتر پردیش میں کوئی ۱۶۰۰ گنے کی کواپریٹو یونینیں اور ابتدائی

سوسائٹیاں قائم کی جا چکی ہیں - اور کپاس کی کواپریٹو مارکیٹنگ کا تجربہ بمبئی میں کیا جا رہا ہے۔

۲- اجتماعی ترقی اور قومی توسیع

اجتماعی منصوبوں کی اسکیم کے تحت دیہاتی اقتصادیات کو توسیع و ترقی دینے اور ہموار سے دیہات کی کایا پلٹنے کے لئے طے شدہ اور مسلسل قائم رہنے والی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

ماضی میں دیہاتی توسیع و ترقی کی کوششیں خال خال کی گئی ہیں - حکومت کے مختلف محکمے کاشتکار تک جونیر افسروں کی وساطت سے پہنچتے تھے - اور ان میں سے ہر ایک دیہاتی کے تمام مسائل سے نہیں بلکہ کسی ایک ہی محدود موضوع سے سروکار رکھتا تھا - یہ غیر مربوط کوششیں اکثر دیہاتیوں کے دلوں میں اُلجھن سی پیدا کر دیتی تھیں - اجتماعی منصوبہ بندی کی اسکیم کے تحت کسانوں کے تمام مسائل کے ساتھ صرف ایک ہی ایجنسی ربط ضبط رکھے گی۔

چھیاسٹھ چنے ہوئے علاقوں میں اسکیم جاری کر دی گئی ہے - یہ منصوبہ (پراجیکٹ) ایک پراجیکٹ ایگزیکٹو آفیسر کے تحت ہے اور اس کا اطلاق ۳۰۰ دیہات پر جن کی آبادی تقریباً ۲۰۰۰۰۰ ہوتی ہے اور ۱۵۰۰۰۰- ایکڑ کاشت شدہ علاقے پر ہوتا ہے۔ منصوبے (پراجیکٹ) کا رقبہ تین ڈیویلپمنٹ بلاکوں میں تقسیم کیا گیا ہے - ہر بلاک کوئی سو دیہات اور ۶۰۰۰۰ سے ۷۰۰۰۰ تک کی آبادی پر مشتمل ہے - یہ ڈیویلپمنٹ بلاک پانچ دیہات کے گروپوں میں تقسیم شدہ ہوتا ہے۔ ہر گروپ ایک گرام سیوک کے تحت ہوتا ہے۔ جس کا کسان کے ساتھ روزانہ اور براہِ راست تعلق ہوتا ہے - ایک اجتماعی منصوبے (کمیونٹی پراجیکٹ) پر تین برس میں ۶۵ لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ مرکز غیر مکرر اخراجات کا تین چوتھائی اور مکرر اخراجات کا نصف ادا کرے گا۔

اس سے پہلے کہ پراجیکٹ کا اسٹاف اپنا کام شروع کرے اس کو پورے طور پہ اس علاقے کے مسائل کا علم ہونا چاہیئے جو اس کے تحت ہو۔ گرام سیوک کو چاہیئے کہ وہ فرداً فرداً ہر کسان سے ملے اور اس کی ضروریات اور مشکلات معلوم کرے۔ اس طرح سے جو اعداد و شمار حاصل ہوں گے اُن کی بنا پر پراجیکٹ ایگزیکٹو آفیسر اپنے کام کا نقشہ تیار کرے گا۔

جہاں تک عملی کام کا تعلق ہے وہ حکومت کے مختلف محکموں کے باہمی تعاون ہی سے کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ملیریا کے خلاف اقدامات محکمۂ صحت کی مدد سے کیئے جاسکتے ہیں۔ اور زمین توڑنے کا کام محکمۂ زراعت ہی کرسکتا ہے۔ ماضی میں ایسی مشترکہ کوشش نہیں ہوئی۔ اس لئے اب ضروری ہے کہ محکموں کے باہمی تعاون کے لئے طریقے عمل میں لائے جائیں۔

پراجیکٹوں کے کئی علاقوں سے حوصلہ افزا اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ایک مختصر سی مدت میں کئی جگہوں پر پیداوار میں ایک اضافے کا رجحان نظر آیا ہے۔ اب سڑکیں بن گئی ہیں۔ کوؤں کی مرمت ہوگئی ہے۔ بدرویں صاف ہوگئی ہیں اور دیہاتی اسکول جاری ہوگئے ہیں اور سب سے زیادہ امید افزا آثار یہ ہیں کہ تقریباً ہر جگہ دیہاتیوں میں ایک بڑا جوش و خروش نظر آرہا ہے۔

اجتماعی منصوبوں (کمیونٹی پراجکٹس) کی اسکیم اس قومی توسیع و ترقی کی اسکیم کا بڑا جزو ہے، جو قومی توسیعی سروس کے ذریعے سے زیر عمل لائی جارہی ہے۔ اس سروس کا اطلاق سارے ملک پر دس برس میں ہو جائے گا۔ پلان کی مدت میں ۱۲۰۰۰۰ دیہات یا دیہاتی آبادی کا تقریباً ایک چوتھائی اس کے دائرۂ عمل میں آجائے گا قومی توسیع کی اسکیم کے تحت ایک گرام سیوک تقریباً دس دیہات کی خدمت انجام دے گا۔ قومی منصوبہ بندی کی اسکیم کے تحت زیادہ گہری توسیع و ترقی کے لئے ایک گرام سیوک کو پانچ دیہات دئے جائیں گے۔

۳۔ زمینوں کی اصلاحات

اب ہم یہ دیکھیں گے کہ کمیشن دیہاتی اقتصادیات کے ان مسائل کو جو زمین کے انتظام اور ملکیت کے ساتھ وابستہ ہیں کس طرح سے حل کرتا ہے۔

بھارت کی زمین پر آبادی بہت زیادہ ہے۔ اوسطاً ایک ہندوستانی کسان کے پاس کاشت کے لئے ۵ ایکڑ زمین ہے جب کہ ایک امریکن کسان کے پاس ۱۴۵ ایکڑ اور برطانوی کسان کے پاس ۲۱ ایکڑ۔ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ہی زمینوں کا رقبہ تیزی سے کم ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسان کے پاس زمین ایک ہی قطعۂ اراضی کی صورت میں نہیں ہے۔ کئی ٹکڑوں میں بٹی ہوئی زمین کا تناسب بعض جگہوں پر اب اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔

بکھرے ہوئے زمین کے ٹکڑوں کے اردگرد نہ باڑ لگائی جا سکتی ہے اور نہ ہی موزوں طریقے پر ان میں کاشت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ملک کے ایک بڑے حصّے میں کسان اپنی ان غیر منفعت بخش زمینوں میں بے دلی سے کاشت کرتا ہے، اور محض اپنے خاندان کا پیٹ بھرنے کا انتظام کرتا ہے۔ وہ غریب ہے، کیونکہ اس کے پاس بیچنے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ اور چونکہ وہ غریب ہے وہ اچھے بیج، بہتر اوزار اور کھاد استعمال نہیں کر سکتا، ان حالات کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہماری زراعت پس ماندہ ہے۔

کمیشن نے مختلف جگہوں پر بٹی ہوئی زمین کے مسئلے کے حل کے طور پر کوآپریٹو سوسائیٹیوں کے ذریعے سے اشتمالِ اراضی کی سفارش کی ہے۔ کسان اس اقدام کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا ہے اور تندہی کے ساتھ اس کی جانب توجہ کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ایک خاص حد کے بعد تقسیم در تقسیم کی بھی اجازت نہیں ہونا چاہیئے۔

سائنسی قسم کی کاشت اسی وقت ممکن ہوگی جب زمین کے منتشر ٹکڑے یکجا
کردیئے جائیں اور امداد باہمی کے اصول پر ان میں کاشت کی جائے۔ اس لئے یہ
تجویز کی گئی ہے کہ کوآپریٹو کاشت سوسائٹیاں قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے
اور اس کام میں مدد دی جائے۔

زمینوں کی نئی پالیسی

اب یہاں ہم زمین کی ملکیت اور اس کی کاشت کے بارے میں کچھ بیان کریں گے۔
ملکیت اور کاشت کا سوال زرعی ترقی کے ساتھ ایک گہرا تعلق رکھتا ہے۔ کاشتکار
اس وقت تک محنت سے کام نہیں لے گا جب تک کہ وہ اس زمین کا مالک نہ ہو
جس میں وہ کاشت کر رہا ہے۔ اگر وہ کسی اور شخص کی زمین میں کاشت کرتا ہے تو
اُسے لگان داری کے حق کا تحفظ حاصل ہونا چاہیئے۔ اور اسے اپنی محنت کا خاصہ
معاوضہ ملنا چاہیئے۔ اس وقت تک تو یہ صورتِ حال رہی ہے کہ حکومت اور
کاشتکار کے درمیان متعدد درمیانی آدمیوں، عدم تحفظ اور زیادہ لگانوں نے
کاشتکار کے ذوق وشوق اور محنت کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ اگر ہماری
اقتصادیات کو کوئی خاص ترقی کرنا ہے تو ہمیں دیہاتی سماج کا ڈھانچہ تبدیل
کرنا ہوگا۔ کمیشن نے زمینوں کی جو پالیسی تجویز کی ہے وہ ہمارے دیہات
میں نئے نظام کی بنیادیں رکھے گا۔

مثال کے طور پر درمیانی حقوق کو بالکل ہی ختم کرنا ہوگا۔ اتر پردیش،
بہار، اڑیسہ اور مدھیہ پردیش میں زمینداری پہلے ہی ختم کی جا چکی ہے۔
دوسری ریاستوں میں بھی ایسے ہی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

بالائی حد

سماجی انصاف کے نقطۂ نظر سے کمیشن نے یہ تجویز کیا ہے کہ کسی شخص
کی مقبوضہ زمین کی ایک آخری (بالائی) حد مقرر کر دینا چاہیئے۔ اس کا
اطلاق دو چیزوں پر ہوگا۔ (۱) ذاتی کاشت کے لئے زمین کے دوبارہ حصول

پر، اور (۲) مستقبل کے حصول پر۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کا اراضی کا لگان کیا ہوگا جن کے پاس اس وقت اس آخری حد سے زائد زمین ہے۔ اگر لگان دار اس زمین کی کاشت کرتے ہیں تو کمیشن نے یہ تجویز کیا ہے کہ انھیں اس قابل بنایا جائے کہ وہ معاوضے کی صورت میں روپیہ ادا کرنے کے بعد ملکیت کے حقوق حاصل کرسکیں۔ جہاں صورت حال یہ ہو کہ زمین کی کاشت خود مالکان زمین کرتے ہوں، وہاں امتحان کا معیار محض قابلیت مقرر کیا جائے۔ جن کھیتوں میں بدانتظامی کارفرما ہو، وہ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لے، اور ان میں کاشت بے اراضی یا اُکھڑے ہوئے کارکنوں کی کواپریٹو سوسائیٹیوں کے ذریعے سے کرائی جائے۔ جن کھیتوں میں کام قابلیت سے ہو رہا ہو اُنھیں اسی صورت میں جاری رہنے دیا جائے۔

جن مالکان اراضی کے پاس درمیانی سائز کے یا چھوٹے سائز کے کھیت ہوں ان کی کواپریٹو بنیادوں پر پیداوار بڑھانے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اگر یہ مالکانِ اراضی ایک معقول میعاد کے اندر ذاتی طور پر زمین کاشت کرنا شروع نہیں کرتے تو ان کے لگان داروں کو یہ اجازت ہونا چاہیئے کہ وہ اس زمین کے مالک بن جائیں جسے وہ کاشت کرتے ہیں۔ مرضی کے لگان داروں کی حفاظت کرنے کے لیے کمیشن نے سفارش کی ہے کہ ایک لگان دار کی مدت کم از کم پانچ برس کے لیے ہونا چاہیئے، اور یہ مدت قابلِ تجدید ہونا چاہیئے۔ جہاں تک لگانوں کا تعلق ہے وہ پیداوار کے چوتھے حصے سے پانچویں حصے کے درمیان ہونا چاہئیں۔

کواپریٹو دیہاتی انتظام

یہ ہم آہنگیاں بے اراضی کارکنوں کو صرف محدود فوائد پہنچائے گی۔ یعنی یہ نابرابریاں پہلے سے کسی قدر کم ہوں گی۔ اس لئے دیہاتی سماج کے مسائل کے حل کے طور پر زمینوں کی اصلاحات کے ساتھ ہی کمیشن نے کواپریٹو دیہاتی انتظام کا

طریق کار پیش کیا ہے۔

کواپریٹو دیہاتی انتظام کی اسکیم کے تحت گاؤں کے تمام ذرائع مع زمینی ذرائع یک جا کر دیئے جائیں گے اور بحیثیتِ مجموعی قوم کے مفاد کے لئے استعمال کیئے جائیں گے۔

کواپریٹو کھیتوں میں ملکیت کے حقوق کو ختم کیئے بغیر سائنسی طور پر کاشت کرنا ممکن ہوگا۔ ایک ہی قسم کے کام کے لئے ہر شخص کو ایک ہی معاوضہ ملے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اقتصادی اور سماجی نابرابری کم ہوتی چلی جائے گی۔ پیداوار سے ان لوگوں کے لئے روزگار مہیا کیا جائے گا، جو کام کرنے پر آمادہ ہوں اور کام کر سکتے ہوں۔ اس طرح ہماری سوسائٹی میں ایک ایسا متحرک عنصر داخل ہو جائے گا جس کی اس وقت تک کمی محسوس کی جاتی رہی ہے۔ اور دیش روز افزوں ترقی کرے گا۔

اگر کسی گاؤں کے لوگوں کی اکثریت کواپریٹو طریقِ کار کے حق میں فیصلہ کرتی ہے تو اُس کا فیصلہ سارے گاؤں پر بحیثیتِ مجموعی عاید کیا جائے گا۔

دیش میں پہلے ہی کواپریٹو کاشت کے سلسلے میں متعدد تجربات زیرِ عمل ہیں۔ اور ان کا مطالعہ کیا جانا چاہیئے۔ ۵۰ لاکھ روپے کی لاگت سے کواپریٹو کاشت میں تربیت اور تجربات کی مزید سہولیات کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

۴۔ زرعی کارکن

زرعی کارکن ساری زرعی آبادی کا تقریباً ۱۸ فی صدی ہیں۔ ان کے ہاں مسلسل کام کی کمی ہے۔ ان کی آمدنیاں کم ہیں اور اُن کے رستے میں کئی قسم کی رکاوٹیں حائل ہیں۔ اُن کی پوزیشن ہمارے دیہاتی سماج کی کمزوری کا ایک ذریعہ ہے، اور بہت جلد اُسے بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

پنج سالہ پلان ان کی موجودہ حالت کے اکثر وجوہ دور کر دے گی۔ دیہاتی صنعتوں کے احیاء اور گاؤں کی اراضی کے کواپریٹو استعمال سے زرعی کارکنوں پر نئے روزگار کے دروازے کھل جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ بیشم ویجز ایکٹ

ان کے لئے معقول تنخواہ کی گارنٹی کرے گا۔ بے اراضی زرعی کارکنوں کو توڑی ہوئی زمین پر دوبارہ آباد کرنے کے لئے پلان میں ۵ کروڑ روپیہ وقف کیا گیا ہے۔ انجام کار جب اقتصادیات میں بحیثیت مجموعی توسیع و ترقی ہوگی تو زرعی کارکنوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو شہری علاقوں میں کھپا دیا جائے گا۔ اس دوران میں حکومت کو مندرجہ ذیل کام کرنا چاہئیں۔

(۱) انھیں مکانوں کے لئے جگہ مہیا کرے۔

(۲) توڑی ہوئی زمین کو الاٹ کرتے وقت بے اراضی کارکنوں کی کواپریٹو سوسائیٹیوں کو ترجیح دے۔

(۳) زرعی کارکنوں کی کواپریٹو سوسائیٹیوں کو کام پر لگائے، اور پبلک ورکس اور جنگلات کے محکمے کی طرف سے تعمیر کا کام اُن کے سپرد کرے۔

(۴) انھیں فراخ دلی سے تعلیمی وظیفے دے۔

جانوروں کی نگہداشت

بھارت میں مویشیوں کی تعداد ۱۹۳۰ لاکھ ہے، اور دنیا کے مویشیوں کی تعداد میں اس تعداد کا تناسب بہت بڑا ہے۔ اس تعداد کا تقریباً دسواں حصہ بالکل بے کار ہے۔ کمیشن نے یہ تجویز کیا ہے کہ یہ بے کار جانور گئو سدنوں میں پہنچا دیئے جائیں، وہ بنجر زمینوں اور دوسری اِدھر اُدھر کی جگہوں پر قائم کئے گئے ہیں۔ ایک کروڑ روپے کی لاگت سے ایک سو ساٹھ ایسے ادارے کھولے جائیں گے جہاں گھاس چرنے کی سہولتیں بھی مہیا ہوں گی۔

افزائشِ نسل اور خوراک کی کمی ہمارے مویشیوں کی پستی معیار کے دو بڑے سبب ہیں۔ مویشیوں کی نسل میں بہتری پیدا کرنے کے لئے کلیدی گاؤں کی اسکیم کے تحت ۶۰۰ مرکز کھولے جائیں گے۔ ان مرکزوں میں افزائشِ نسل جانی پہچانی نسل کے تین چار اعلیٰ بیلوں تک محدود رکھی جائے گی اور تمام

گھٹیا قسم کے بیل یا تو وہاں سے ہٹائے جائیں گے یا ناکارہ کردیئے جائیں گے۔
ہر مرکز تین یا چار دیہات پر مشتمل ہوگا۔ جن میں تین برس سے زیادہ عمر
کی تقریباً ۵۰۰ گائیں ہوں گی۔

مویشیوں کے ہسپتالوں کی تعداد جو ۱۹۵۱ء میں ۲۰۰۰ تھی ۱۹۵۶ء
میں ۲۶۰۰ کردی جائے گی۔ دیہات میں چارہ زیادہ بہم پہنچانے کے لئے بھی
اقدامات کئے جائیں گے۔

پانچواں باب

آب رسانی اور بجلی

بھارت میں کل زیرِ آب رسانی رقبہ ۹ کروڑ ۰۰ لاکھ ایکڑ ہے۔ اگرچہ یہ رقبہ دنیا کے کسی ملک کے زیرِ آب رسانی رقبے کے دُگنے کے برابر ہے۔ یہ زیرِ کاشت رقبے کا صرف پانچواں حصہ ہے۔ باقی زمین مون سون ہواؤں کے رحم پر ہے۔ جن پر اکثر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے ملک کے بعض علاقوں میں قحط کی سی صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے جس سے حالت خراب ہو جاتی ہے۔

دیش کے کسانوں کو مون سون ہواؤں کے غیر یقینی صورتِ حال سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے پانی کے ذرائع کا پورا پورا استعمال کریں۔ یہی سبب ہے کہ کمیشن نے دریائی وادیوں کے پراجیکٹوں پر بھی زیادہ روپیہ خرچ کرنے کی تجویز کی ہے۔ ان پراجیکٹوں پر جو سالانہ روپیہ خرچ ہوگا وہ اور ان سے مستقبل میں جو فوائد حاصل ہوں گے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

سال	اخراجات کروڑ روپوں میں	مزید آب رسانی (ایکڑ)	مزید بجلی (کلوواٹ)
۱۹۵۱-۵۲	۸۵	۶۴۶۰۰۰	۵۸۰۰۰
۱۹۵۲-۵۳	۱۲۱	۱۸۹۰۰۰۰	۲۳۹۰۰۰
۱۹۵۳-۵۴	۱۲۷	۳۵۵۶۰۰۰	۷۲۴۰۰۰
۱۹۵۴-۵۵	۱۰۷	۵۷۴۹۰۰۰	۸۷۵۰۰۰

۱۹۵۵-۵۶	۲۸	۸۵۳۳۰۰۰	۱۰۸۲۰۰۰
آخر کار فائدہ	۰۰	۱۶۹۴۳۰۰۰	۱۴۶۵۰۰۰
نئی اسکیمیں	۰۴		
پانچ سال کا میزان	۵۵۸		

مندرجہ بالا نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ۱۹۵۵-۵۶ تک ان منصوبوں سے ۸۵ لاکھ ایکڑ مزید زمین میں آب رسانی ہو سکے گی۔ اس کے علاوہ ۱۰۰ لاکھ ایکڑ زمین میں چھوٹے چھوٹے ذرائع مثلاً تالابوں، کنوؤں اور نل کنوؤں سے ۷۷ کروڑ روپے کی لاگت سے پانی پہنچایا جائے گا۔ اس طرح سے کل زیر آب رسانی رقبہ ۱۹۵۰-۵۱ کے ۸۰ء۴ لاکھ ایکڑ سے ۱۹۵۵-۵۶ میں تقریباً ۷۶ لاکھ ایکڑ تک پہنچ جائے گا۔ اس کے علاوہ ۸ء۱۰ لاکھ کلوواٹ مزید بجلی بھی ہمیں حاصل ہو سکے گی۔

آب رسانی کا پروگرام کتنا بڑا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ملک تقسیم ہوا تھا تو اُس وقت آب رسانی کے منصوبوں پر کل خرچ کا اندازہ ۱۰۰ کروڑ روپے تھا، اور پلان کا جزو بنتے ہی پلان کی مدت کے دوران میں ان منصوبوں پر خرچ کا اندازہ ۵۵۸ کروڑ روپے تک جا پہنچا۔

پلان میں آب رسانی اور بجلی کے جو منصوبے مکمل کئے گئے ہیں ان سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ یہ منصوبے زمین کے لمبے چوڑے پیاسے ٹکڑوں کو سیراب کریں گے، اور پھر یہ زمینیں سونا پیدا کریں گی۔ دیہاتی صنعتوں کے احیاء کے لئے بجلی بہت سود مند ثابت ہوگی۔ یہ ایسی چیزوں کو زیر استعمال لے آئے گی۔ جن سے بہت محنت بچے گی مثلاً اناج پیسنے کی چکیاں، گنا بیلنے کی مشینیں، بالائی علیحدہ کرنے کی مشینیں اور پانی کے نل ریڈیو اور سینما عام استعمال کی چیزیں بن جائیں گی اور دیہاتی لوگ ان سے محظوظ بھی ہوں گے اور اپنی واقفیت میں بھی اضافہ کریں گے۔ اُن سے اور ایسے ہی کئی اور طریقوں سے بجلی دیہاتی زندگی میں سے بے کیفی اور بے رنگی کو دور کرے گی، اور لوگوں کے لئے زندگی کو زیادہ صحت مند اور خوشگوار بنائے گی۔

یہ منصوبے جو ملک کی اقتصادیات کے پیشِ نظر اتنے عظیم اور اتنے اہم ہیں لوگوں کے تعاون کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچائے جا سکتے۔ لوگوں کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ یہ منصوبے ان کے اور ان کے بچوں کے فائدے کے لئے ہیں۔ حکومت کے مطالبے پر لوگ کئی طرح سے اپنا تعاون پیش کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں کمیشن نے ایک تجویز یہ پیش کی ہے کہ دیہات میں نہریں کھودنے کا کام یا اس نوعیت کے دوسرے کام دیہاتی کارکنوں کی کوآپریٹو سوسائیٹیوں کے ذریعے سے مکمل کئے جائیں نہ کہ ٹھیکے داروں کے سپرد کر دیئے جائیں۔ اس طریقے سے حکومت کا روپیہ بچے گا اور دیہاتیوں کو اس کام میں حصّہ لینے کا موقع ملے گا جو انہی کے فائدے کے لئے ہے۔

چھٹا باب

صنعت

صنعتی حلقے میں حکومت کا جو خرچ ہوگا وہ نیچے درج کیا جاتا ہے۔

	کروڑ روپوں میں
بڑے پیمانے کی صنعتیں	۹۴٫۰۰[1]
گھریلو اور چھوٹے پیمانے کی صنعتیں	۲۷٫۰۴
سائنسی اور صنعتی تحقیق	۴٫۶۱
معدنیات کی توسیع و ترقی	۱٫۰۶

۱۔ بڑے پیمانے کی صنعتیں

پہلی جنگ عظیم کے بعد ہندوستانی صنعت نے بہت ترقی کی ہے۔ لیکن یہ توسیع و ترقی غیر متوازن ہی رہی ہے۔ واضح الفاظ میں اس بات کو یوں بیان کریں گے کہ جہاں تک وسیع پیمانے پر عام استعمال کی چیزوں مثلاً کپڑے، صابون، کھانڈ، دیاسلائی اور کاغذ کا تعلق ہے ہمارا دیش تھوڑا بہت خود کفیل ہی ہے۔ لیکن لوہے اور فولاد، بھاری کیمیکل کھاد اور بھاری انجینئری صنعتوں کی یہاں کمی ہے، اور یہی وہ چیزیں ہیں جو ہماری اقتصادیات کی ہمہ گیر وسعت کے لئے ضروری ہیں۔ پلان کے پیش نظر اس وقت یہ امر پیدا

---

[1] اس میں وہ ۵۰ کروڑ روپے کی مجموعی رقم شامل نہیں ہے جو بنیادی صنعت اور نقل و حمل کے لئے وقف کی گئی ہے۔

(۱) بھاری سامان اور بھاری سامان پیدا کرنے والی صنعتوں مثلاً لوہا، فولاد، ایلومینیم، سیمنٹ، بھاری کیمیکل اور کھاد کی پیداوار میں وسعت (۲) عام استعمال کی چیزیں پیدا کرنے والی صنعتوں کی موجودہ طاقت کا پورا پورا استعمال (۳) سردست ہاتھ میں جو کام ہیں اُن کی تکمیل (۴) نئے کارخانوں کا قیام مثلاً کھریا مٹی سے گندھگ تیار کرنے کا کارخانہ جو صنعتی ڈھانچے کو مضبوط بنائے گا۔

اپریل ۱۹۴۸ء میں جس صنعتی پالیسی کا اعلان کیا گیا تھا اس کے تحت صنعت میں سرکاری اور پرائیویٹ دونوں حلقوں کے قیام کا انتظام موجود ہے اور وہ پالیسی ان دونوں کے دائرۂ اختیار کی وضاحت کرتی ہے۔ حکومت نے بعض صنعتیں مثلاً گولہ بارود کی تیاری اور ایٹمی قوت کی توسیع و ترقی خاص طور پر اپنے لئے وقف کر دی ہیں۔ بعض اور صنعتیں بھی ایسی ہیں مثلاً کوئلہ لوہا اور فولاد جہاز سازی، طیارہ سازی، ٹیلیفون، تار اور بے تار برقی کے سامان کی تیاری، جن کی مزید توسیع و ترقی کی ذمہ داری حکومت ہی پر ہے۔ ان صنعتوں کی توسیع و ترقی کے سلسلے میں جہاں نجی کوششوں کا تعاون ضروری خیال کیا جائے گا وہاں یہ تعاون حاصل کر لیا جائے گا۔ ان صنعتوں میں اس وقت جو کام ہیں وہ دس برس تک جاری رہیں گے باقی کا صنعتی میدان نجی کوششوں کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ تاکہ نجی کوششیں حکومت کی ہدایات کے مطابق ترقی کریں۔

۱۹۵۱ء کا انڈسٹریز (ڈیولپمنٹ اینڈ ریگولیشن) ایکٹ اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ نجی حلقے کی وسعت ملک کی ضروریات کے مطابق ہے۔ اس مقصد کے پیشِ نظر یہ قانون ان ۳۷ صنعتوں میں (جن کا ذکر قانون میں آیا ہے) ہونے والے کاموں کی رجسٹریشن کے لئے پابندی عاید کرتا ہے۔ اس قانون میں جو جدید ترین ترمیم ہوئی ہے اُس کے تحت بعض اور صنعتیں بھی اس میں شامل کی جائیں گی۔ ایکٹ میں یہ پابندی بھی لگائی گئی ہے کہ جس کارخانے میں کام قابلیت سے نہ ہو رہا ہو اور تفتیش کے بعد یہ معلوم ہو کہ اس نے حکومت کی ہدایت کو نظر انداز کیا ہے وہ کارخانہ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لے۔ غالباً یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس اختیار کا استعمال صرف ملک اور صنعت کے

مفاد کے پیشِ نظر ہی کیا جائے گا۔

اس قانون کے تحت مرکزی حکومت ڈیولپمنٹ کونسلیں قائم کرے گی۔ تاکہ نجی حلقے میں صنعتوں کے نشوونما کے کام میں اعانت کی جا سکے۔ ان کونسلوں میں ماہرین اور ملازموں، ملازمت دہندوں اور خریداروں کے نمائندے ہوں گے۔ یہ کونسلیں پیداوار کے نشانے قائم کریں گی۔ قابلیت کے اصول و ضوابط طے کریں گی اور پیداوار میں بہتری پیدا کرنے کے لئے انعامات کی تجویز پیش کریں گی۔ ان کونسلوں کا انتظامی اور ٹیکنیکل اسٹاف حکومت کی طرف سے مہیا کیا جائے گا۔

سرکاری حلقے میں توسیع و ترقی

سرکاری حلقے میں بڑا صنعتی منصوبہ لوہے اور فولاد کے کارخانے کا قیام ہے۔ جس پر کُل ۸۰ کروڑ روپے کے خرچ کا اندازہ ہے جس میں سے ۳۰ کروڑ روپیہ ۱۹۵۵-۵۶ء تک خرچ کیا جائے گا۔ پلان میں اس بات کا بھی انتظام کیا گیا ہے کہ سندری کے کھاد کے کارخانے کو بھی مکمل کیا جائے جس میں ہر سال ۳۵۰۰۰۰ ٹن امونیم سلفیٹ ہر سال تیار ہو سکے۔ چترنجن کے ریلوے انجن کے کارخانے کو بھی جس میں ۱۹۵۶ء تک ہر سال ۱۰۰ انجن تیار ہوا کریں گے مکمل کیا جانا ہے۔ ریاست میسور میں جلاہالی کے مقام پر جو مشینوں اوزاروں کا کارخانہ قائم کیا گیا ہے اس کی تکمیل بھی پیش نظر ہے۔ یہ کارخانہ ان مشینی اوزاروں کی تیاری میں مہارت حاصل کرے گا جن میں بڑے ضابطے اور باریکی کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی کارخانہ بھاری اور ہلکی انجنیری صنعتوں کی ترقی میں پھیلاؤ کی بنیاد ثابت ہوگا۔ سرکاری حلقے میں ایک اور ضروری منصوبہ جس کا انتظام کیا گیا ہے یہ ہے کہ وشاکھاپٹنم کے جہاز سازی کے یارڈ کو حاصل کیا جائے اور اُسے توسیع و ترقی دی جائے۔ بھاری برقی صنعتوں کے لئے بھی ابتدائی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

نجی حلقے میں توسیع و ترقی

اگرچہ یہ اور دوسرے اہم منصوبے سرکاری حلقے میں شامل کرلئے گئے ہیں۔ تاہم پنج سالہ پلان کی مدت میں صنعتی توسیع و ترقی کی زیادہ ذمہ داری نجی کوششوں پر عاید

ہوتی ہے۔ متعلقہ صنعتوں کے نمائندوں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد کمیشن نے ۲۴ صنعتوں کی وسعت کا پروگرام تیار کیا ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ اگرچہ حکومت نجی حلقے پر اپنا اثر ڈال سکتی ہے۔ یہ روپے کے صرفے کے صحیح راستے متعین نہیں کر سکتی۔ اس لئے ان پروگراموں کو زیر عمل لاتے کے لئے اس زاویہ نگاہ سے غور کرنا ہوگا کہ ان کی اہمیت کیا ہے اور انھیں زیر عمل لانے کے امکانات کیا ہیں۔

لاگت اور فوائد

ان پروگراموں کو زیر عمل لانے کے لئے نجی حلقے کو جو روپیہ درکار ہوگا۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ ۲۳۳ کروڑ روپیہ وسعت کے لئے۔ ۱۵۰ کروڑ روپیہ تجدید کے لئے ۱۵۰ کروڑ روپیہ اس سرمائے کے طور پر جس سے کام چلایا جائے گا اور ۸۰ کروڑ روپیہ ٹوٹ پھوٹ کی مہیائی کے لئے۔ اس کے علاوہ حکومت ۹۴ کروڑ روپیہ سرکاری حلقے میں خرچ کرے گی، گویا صنعتی وسعت کے لئے کل ۷۰۷ کروڑ روپے کی ضرورت ہوگی۔ یہ روپیہ زیادہ تر اندرونی ذرائع سے حاصل کیا جائے گا۔ اس وسعت کے نتیجے کے طور پر بعض زیادہ اہم صنعتوں میں جو مزید پیداوار ہوگی اُس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ بھاری کیمیکل (گندھک کا تیزاب کاسٹک سوڈا اور سوڈا ایسڈ)	۱۵۶ (ہزار ٹنوں میں)
۲۔ کھاد (امونیم سلفیٹ اور سپر فاسفیٹ)	۵۲۸۶۶ "
۳۔ لوہا اور فولاد (ا) بھٹی میں تپایا ہوا لوہا (جو فاؤنڈریوں کے لئے حاصل ہوگا	۳۱۰ "
(ب) فولاد	۳۹۴ "
۴۔ ایلومینیم	۸۶۳ "
۵۔ سیمنٹ	۲۱۰۸۰ "
۶۔ ریل کے انجن	۱۵۰ (+ ۵۰ بوائلرز)
۷۔ ڈیزل انجن	۴۴۶۵ (ہزاروں میں)

۸۔ بجلی سے چلنے والے پمپ	(ہزاروں میں)	۴۵۶۷ سے ۵۰۶۷
۹۔ دھننے کے کام کے انجن	(تعداد)	۶۰۰
۱۰۔ کاتنے کے کام کے فریم	"	۴۴۰
۱۱۔ کپڑا بننے کی صاف اور خود عمل مشینیں	"	۴۱۰۰
۱۲۔ روزمرہ کے استعمال کے سامان کی صنعتیں		
کپڑا		۱۸۷۲۰ لاکھ گز
کھانڈ		۳۸۴۰۰۰ ٹن
نمک		۴۲۹۰۰۰ ٹن
کاغذ اور گتہ		۸۶۰۰۰ ٹن
شیشہ چادر کی صورت میں		۳۱۱۵۰ ٹن
بناسپتی تیل		۱۸۲۰۰۰ ٹن

غیر ملکی سرمایہ

غیر ملکی سرمائے کی درآمد کی خاص طور پر حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس کے ساتھ ساتھ ہماری ضرورت کا بھاری سامان، ٹیکنیکل اسٹاف اور انتظامی قابلیت رکھنے والے ماہرین بھی ہمارے دیش میں آئیں گے۔ لیکن غیر ملکیوں اور ہندوستانیوں کے باہمی اشتراک کا فیصلہ حکومت کی منظوری سے ہونا چاہیئے۔

۳۔ دیہاتی صنعتیں

ایک زمانہ تھا کہ گھریلو صنعتیں ہمارے زرعی اقتصادیات کا ایک اہم عنصر تھیں۔ ان کے زوال اور مغربی ممالک اور ہمارے دیش میں جدید صنعتوں کا ارتقا ایک ہی دور میں شروع ہوا۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ کسان کو اس کے فالتو وقت کے لئے اور بے روزگار دیہاتی کاریگر کے لئے کام مہیا ہو سکے تو ہمیں گھریلو صنعتوں کو دوبارہ زندہ کرنا ہوگا۔

دیہاتی صنعتوں کے پیش نظر یہ مقصد ہونا چاہیئے کہ وہ مقامی صلاحیتوں اور

مواد کو پوری طرح سے استعمال کریں اور مقامی ضروریات کو پورا کریں۔ ان کی تمام تر ذمہ داری منظم دیہاتی سماج پر ہونا چاہیئے۔ یہ ہے ہماری منزلِ مقصود۔ اس دوران میں کاریگروں کی کوآپریٹو سوسائٹیاں بھی قائم کرلی جائیں۔ تاکہ مفید قسم کی تنظیم کے سلسلے میں کچھ اقدامات ہوتے رہیں۔

کمیشن نے یہ تجویز کیا تھا کہ ایک مرکزی کھادی اور دیہاتی صنعتی بورڈ قائم کیا جائے، اور اس کے ذریعے سے دیہاتی صنعتوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ یہ بورڈ اب قائم ہوچکا ہے، اور اُس نے اپنا کام شروع کردیا ہے۔ کمیشن نے تیل، صابون، پام گڑ، دھان کوٹنے، شہد کی مکھیاں پالنے کی صنعتوں اور بعض اور صنعتوں کا ایک پروگرام تیار کرلیا ہے، اور اب بورڈ اس پر عمل درآمد کرے گا۔ ریاستی حکومتوں سے مشورہ کرنے کے بعد بورڈ ان پروگراموں میں بعض اور پروگرام بھی شامل کرے گا۔

دیہاتی صنعتوں کے رستے میں جو چیزیں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں وہ ہیں مالیات تنظیم سازوسامان اور مہارت کی کمی۔ ایسی تجاویز پیش کی گئی ہیں جن سے ان مشکلات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر جہاں ایک بڑے پیمانے کی صنعت کا گھریلو صنعت کے ساتھ مقابلہ آپڑے وہاں گھریلو صنعت کے لئے دائرۂ عمل محفوظ کرلیا جائے۔ اور پیداوار کا ایک مشترکہ پروگرام بنا لیا جائے۔ مثال کے طور پر جہاں تک تیل کی صنعت کا تعلق ہے کھانے کے کام آنے والا تیل گھریلو صنعت کے ذریعے سے تیار کیا جاسکتا ہے، اور جو کھانے کے کام نہیں آتا وہ ملوں کے ذریعے سے۔ گھریلو صنعتوں کی اگراں کی خاص طور پر کوآپریٹو بنیادوں پر تنظیم کی جائے۔ سرکاری روپے سے بھی مدد کی جاسکتی ہے۔ یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ بڑے پیمانے کی صنعت پر ایک چھوٹا سا ٹیکس عاید کردیا جائے۔ تاکہ اس کے ساتھ کی گھریلو صنعت کی امداد ہوسکے۔ کاری گروں کی مہارت بڑھانے کے لئے ایسے مرکز کھولنا چاہئیں جن میں انھیں تربیت بھی دی جائے اور ساتھ ہی ساتھ پیداوار میں بھی اضافہ ہو۔ اس امر کے لئے بھی اقدامات کئے جائیں کہ کاریگروں کی کوآپریٹو سوسائٹیوں کو کچا مال کنٹرول شدہ قیمتوں پر میسر ہوسکے۔

آخر میں کمیشن نے یہ سفارش کی ہے کہ دیہاتی صنعتوں کے تکنیکی مسائل کا مطالعہ کرنے کے لئے ایک مرکزی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جائے۔ یہ انسٹی ٹیوٹ ان مسائل کو حل کرنے میں قومی لیبارٹریوں کی مدد حاصل کرے گا۔

۳۔ چھوٹے پیمانے کی صنعتیں اور دستکاریاں

تعلیم یافتہ طبقے میں پھیلی ہوئی بے کاری اور سرمائے اور مشینری کی کمی اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہمارے دیش میں چھوٹے پیمانے کی صنعتوں میں توسیع کی جائے اور انھیں ترقی دی جائے۔ ساری دنیا میں چھوٹے چھوٹے صنعتی یونٹوں کی اہمیت آہستہ آہستہ تسلیم کی جارہی ہے۔ مثال کے طور پر دوسری جنگِ عظیم سے پہلے جاپان کے صنعتی کارکنوں کی دو تہائی تعداد ایسے یونٹوں میں ملازم تھی جہاں کام کرنے والوں کی تعداد ۵۰ سے بھی کم تھی۔

چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کا بڑے پیمانے کی صنعتوں کے ساتھ تین قسم کا تعلق ہوتا ہے یا وہ ان میں اضافہ کرتی ہیں، یا ان کی تکمیل کرتی ہیں اور یا ان کے ساتھ مقابلہ کرتی ہیں۔ جہاں تک پہلی قسم کے رشتے کا تعلق ہے یہ ضروری ہے کہ چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو کوآپریٹو بنیادوں پر منظم کیا جائے۔ باقی دو قسم کا تعلق رکھنے والی چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو مشترکہ پیداوار کے پروگرام کی بنیاد پر اُن کے ساتھ کی بڑے پیمانے کی صنعتوں کے ساتھ ملادیا جائے۔

ان کی پیداوار کا مطالبہ بڑھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ حکومت چھوٹے چھوٹے یونٹوں کی جانب مُربیانہ رویّہ اختیار کرے۔ غیر ممالک سے درآمد ہونے والے سامان کی جگہ دیسی سامان تیار کرنے کے امکانات پر بھی غور کیا جائے۔ اس بات کی بھی تجویز کی گئی ہے کہ چھوٹی صنعتوں کی تنظیم اور تیکنیک کو بہتر بنایا جائے۔ نیز بے روزگار لوگوں کو اس نظریے کے تحت تربیت

دی جائے کہ انجام کار انھیں مستقل پیشوں میں کھپا لیا جائے گا۔

نئے تعمیر شدہ شہروں میں جو اُکھڑے ہوئے لوگوں کی بحالی کے لئے تعمیر کئے جا رہے ہیں، چھوٹے یونٹوں کی بنیادوں پر پیداوار کی تنظیم کی جائے۔ ان شہروں میں جو لوگ سامان تیار کرنا چاہتے ہیں انھیں جگہوں، نقل وحمل اور بجلی کی آسانیاں مہیا کی جائیں۔ چھوٹے چھوٹے یونٹوں کو علاقائی بنیادوں پر مالی کارپوریشنیں روپیہ بہم پہنچاسکتی ہیں۔

چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی باقاعدہ توسیع و ترقی ایک بڑا عظیم اور اہم کام ہے۔ ابتدائی طور پر مرکزی حکومت اونی اشیا، کھیل کا سامان، زرعی اوزار پیتل کے برتن، اور سائیکلوں کے حصّے بنانے کے متعلق تجاویز مرتب کر رہی ہے۔ چھوٹے پیمانے کی اور دیہاتی صنعتوں کی امداد کے لئے مرکز نے ۱۵ کروڑ روپے الگ وقف کردئے ہیں۔

دستکاریاں

فن کارانہ طور پر برتن بنانے کے علاوہ کاریگروں کو ایسی اشیا کی ضرورت بھی پورا کرنا چاہیئے۔ جن میں افادیت بھی ہو اور حسن بھی۔ باہر کے ملکوں میں بالخصوص ریاستہائے متّحدہ امریکہ میں ان اشیا کی بہت بڑی طلب موجود ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی ضروری ہے کہ غیر ملکی خریداروں کے مذاق اور ضروریات کا مطالعہ کیا جائے۔

ہماری دستکاریوں کو بہتر بنانے کے لئے کمیشن نے یہ تجویز کیا ہے کہ ہر قسم کی دستکاری کے لئے کاری گروں کی کواپریٹو سوسائٹیاں ہونا چاہئیں۔ ان کواپریٹو سوسائیٹیوں کو چاہیئے کہ وہ بہتر کوالٹی اور نئے ڈیزائنوں کو لوگوں کے سامنے لائیں۔ کمیشن نے اس بات کی سفارش کی ہے کہ دستکاریوں میں تحقیق کرنے اور ڈیزائنوں کے مطالعے اور ان کی تیاری کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے۔ یہ ادارہ فنّی مرکزوں مثلاً شانتی نکیتن کے ساتھ باہمی تعاون سے اپنا کام کرے گا۔

۴۔ سائنسی تحقیق

سائنسی تحقیق صنعتی ترقی کی بنیاد ہے۔ آزادی کے بعد قومی معاملات کی اسکیم میں سائنس کو اس کا صحیح مقام دیا گیا ہے۔ گیارہ قومی لیبارٹریاں قائم کی جاچکی ہیں اور تین مزید قائم کی جارہی ہیں۔

یہ لیبارٹیاں ملک کی کئی طرح سے خدمت انجام دے رہی ہیں۔ بنیادی تحقیق کا کام کرنے کے علاوہ یہ نئے طریقے پیدا کرکے اور پرانے طریقوں میں نئی بہتریوں کی تجویزیں پیش کرکے صنعت کو مدد پہنچا رہی ہیں۔ گذشتہ عام انتخابات میں ووٹروں کی شناخت کے لئے جو نہ مٹنے والی روشنائی استعمال کی گئی تھی وہ نیشنل فزیکس لیبارٹری نے تیار کی تھی۔

اگرچہ حکومت تحقیق کا کام اسی طرح سے جاری رکھے گی۔ لیکن اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ نجی صنعتیں اس ذمہ داری میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔ جس طرح برطانیہ میں ریسرچ ایسوسی ایشنیں قائم ہیں اسی طرح ہندوستان میں بھی ایسی ایسوسی ایشنیں قائم کی جاسکتی ہیں۔ حکومت ان ایسوسی ایشنوں کو گرانٹ کی صورت میں امداد بھی دے گی۔

کمیشن نے نیشنل ریسرچ ڈیولپمنٹ کارپوریشن نام کا ایک ادارہ قائم کرنے کی بھی سفارش کی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ تحقیق کے کسی کام کی یا کسی ایجاد کے تجارتی پہلو میں کامیاب ہونے کے امکانات پر غور کرے۔

۵۔ معدنیات

موجودہ صنعت میں معدنیات کی وہی اہمیت ہے جو انسانی جسم کے لئے لہو کی۔ ہندوستان میں متعدد اہم معدنیات کے بڑے بڑے ذخیرے موجود ہیں۔ لیکن اس بات کا یقین کرنا بھی بڑی غلطی ہوگی کہ ہمارا دیش معدنی دولت سے مالا مال ہے

ہمارے یہاں کوئلہ ۔ لوہا ، ابرق اور ٹٹینیم کے کافی ذخیرے موجود ہیں۔ اور یہ معدنیات باہر کے ملکوں میں بھی بھیجی جاسکتی ہیں ۔ دوسری معدنیات میں جو ہم باہر کے ملکوں کو بھیج سکتے ہیں ۔ میگنیز ، باکسائیٹ ، میگنیسائٹ ، المینائیٹ اور مونازائیٹ قابل ذکر ہیں ۔ ہمارے یہاں جن دھاتوں کی کمی ہے وہ ہیں تانبا ٹین ، چاندی ۔ سیسہ ، زنک ، نکل ، کوبالٹ ، گندھک اور سب سے زیادہ پیٹرولیم ۔

معدنیات کا معاملہ زرعی پیداوار سے کچھ مختلف ہے ۔ معدنیات کے ذخیرے ختم ہو جانے والی چیز ہیں ۔ ایک دفعہ جب ایک ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے تو وہاں دوبارہ ذخیرہ قائم نہیں کیا جاسکتا ۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ معدنیات کو کانوں میں سے قابلیت سے نکالا جائے اور انھیں حفاظت سے خرچ کیا جائے ۔ قومی مفادات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ باقاعدہ توسیع و ترقی کی ایک محتاط پالیسی مرتب کرلی جائے ۔ لیکن اس سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے معدنی ذرائع کی مقدار ، خاصیت اور تقسیم کے بارے میں صحیح اطلاعات حاصل کرلیں ۔

اس وقت ہماری کانوں کے بہت چھوٹے حصے میں جدید طریقوں پر کام ہو رہا ہے ۔ کام کرنے والے بعض ادارے بہت چھوٹے ہیں اور اُن کے پاس روپے کی اتنی کمی ہے کہ وہ صحیح طور پر کام کر ہی نہیں سکتے ۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لئے کمیشن نے یہ تجویز کیا ہے کہ کانوں میں کام کرنے والی کمپنیاں قابل آدمیوں کو ملازم رکھیں ، اور حکومت کے پاس کانوں کی انجنیئروں اور ماہرین اراضیات کی ایک ٹیم ہونا چاہیئے جو کانوں کا معائنہ کرے ۔ کانوں کے مالکوں کو توسیع و ترقی کے مناسب طریقوں کے بارے میں صلاح مشورہ دے ، اور پھر یہ دیکھے کہ اس صلاح مشورے پر صحیح طور پر عملدرآمد ہو رہا ہے ۔

۱۹۴۸ء کے کانوں اور معدنیات کے ایکٹ کے تحت ایٹمی قوت کی معدنیات
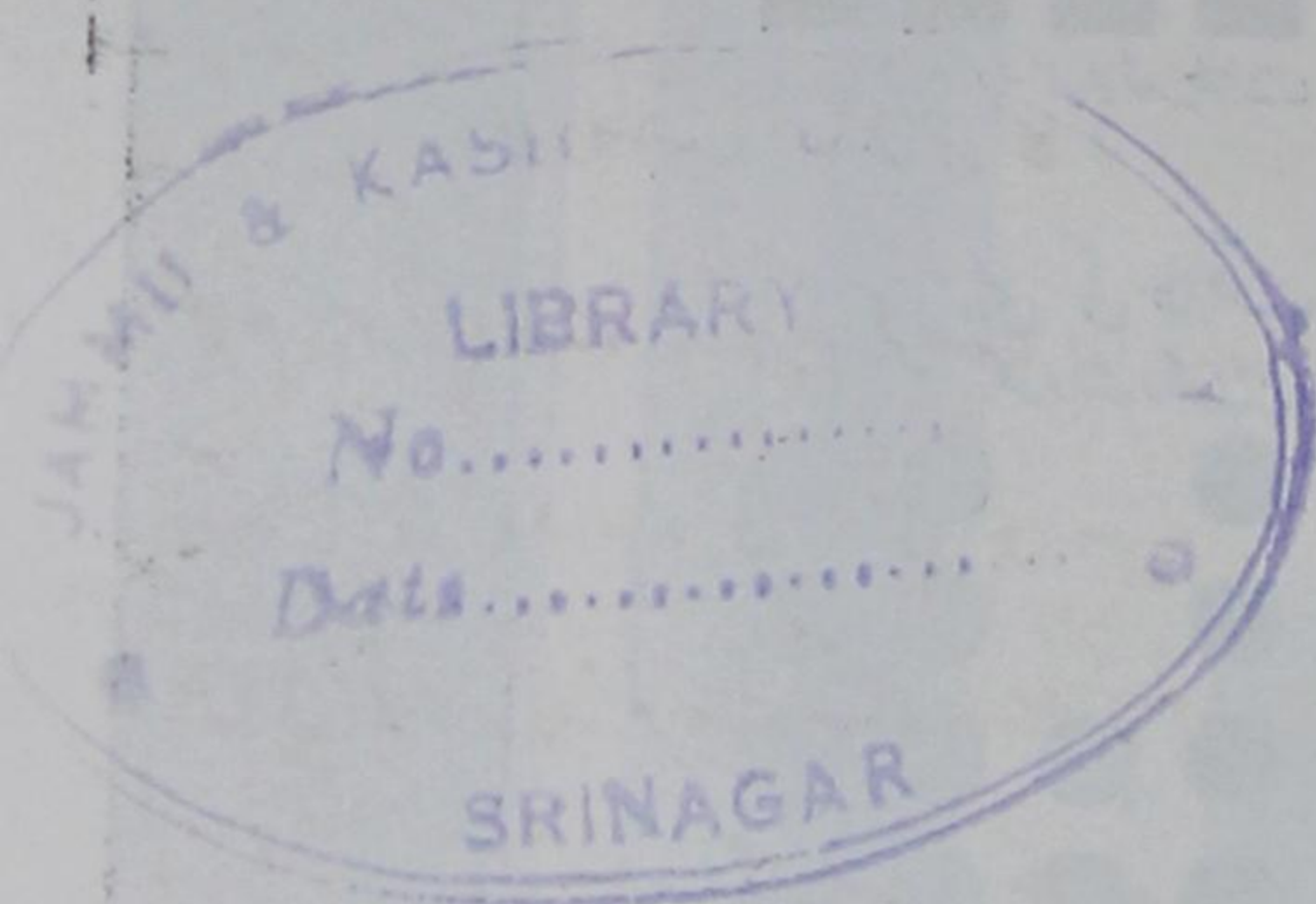
پنج سالہ پلا
آبپاشی اور بجلی
بڑی آبپاشی
دس لاکھ ایکڑ میں
پلان کی مدت کے دوران میں منصوبوں سے فوائد
تکمیل کے بعد ان منصوبوں سے مزید فوائد
چھوٹی آبپاشی
دس لاکھ ایکڑ میں
بجلی کی طاقت
کلو واٹ لاکھوں میں
پلان کی مدت کے دوران میں منصوبوں سے فوائد
تکمیل کے بعد ان منصوبوں سے مزید فوائد
C.S.O.-PLANNING COMMISSION
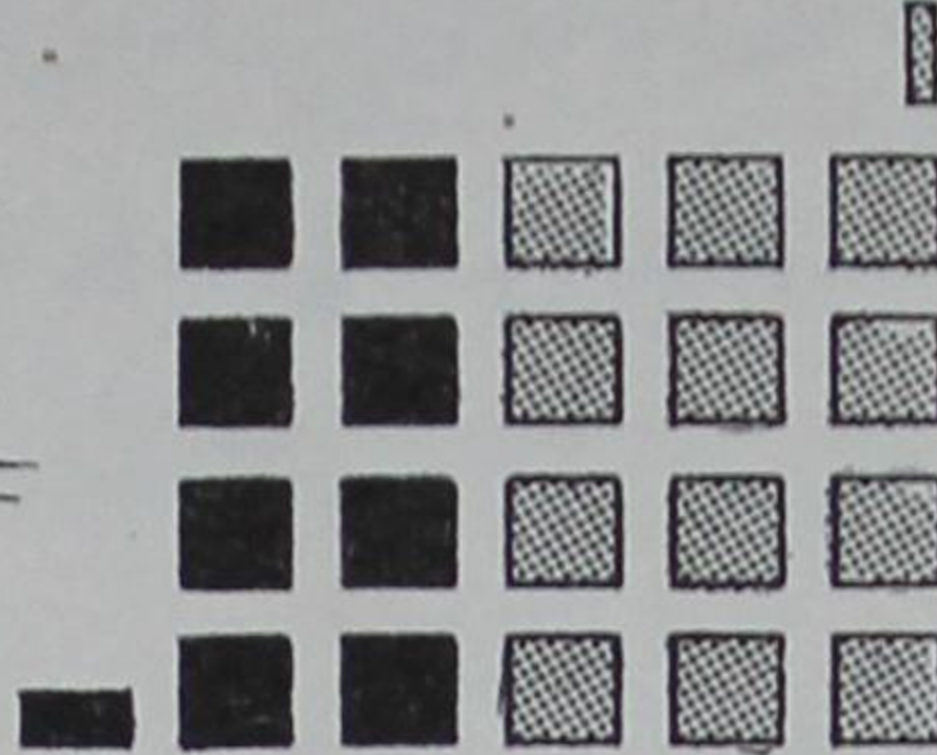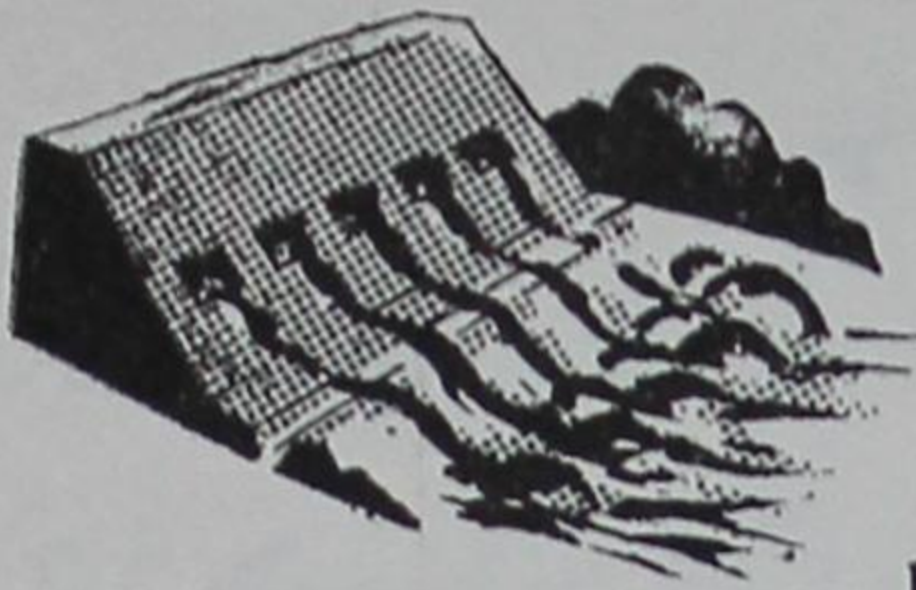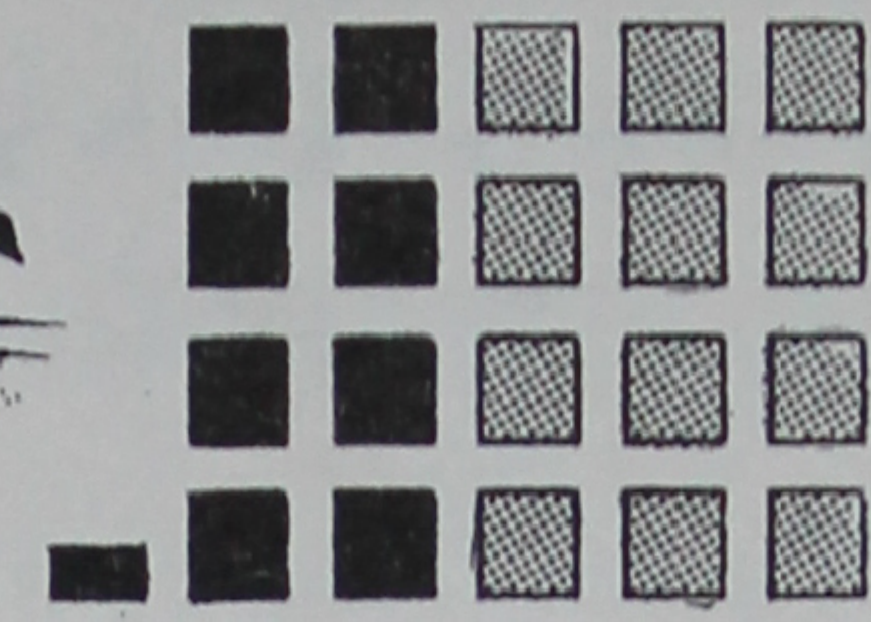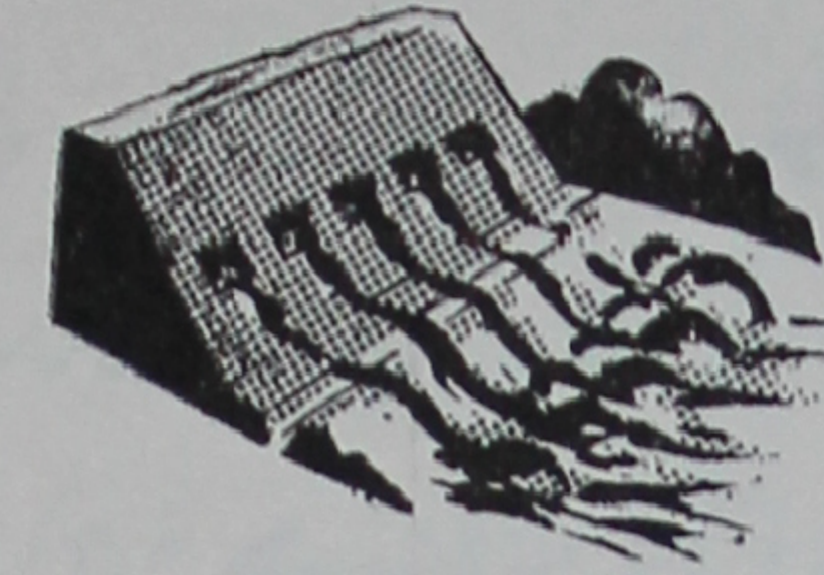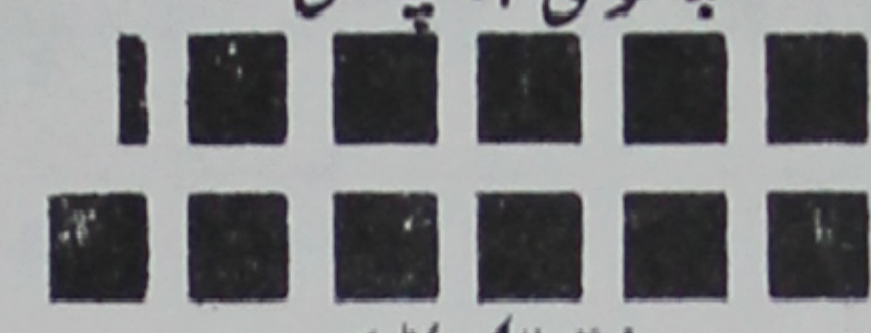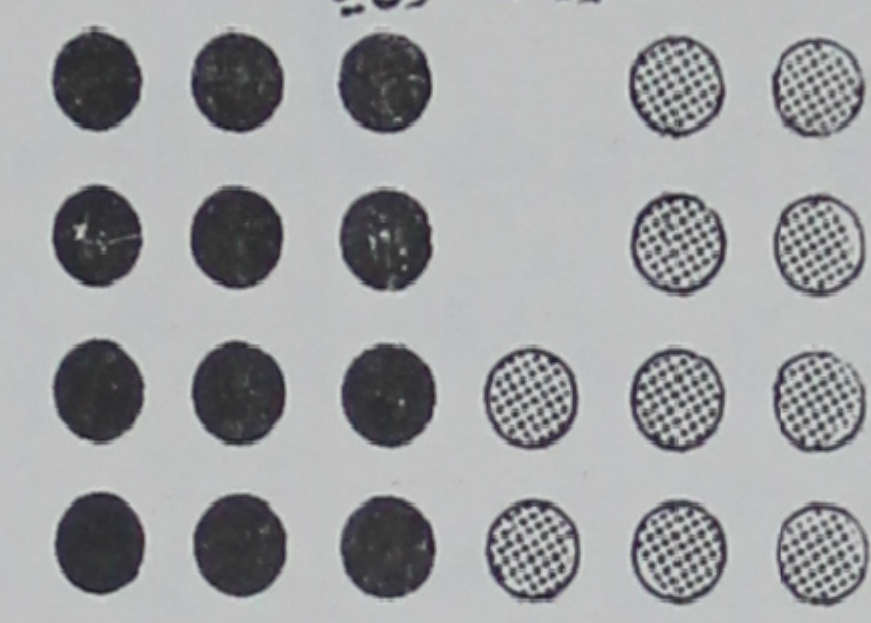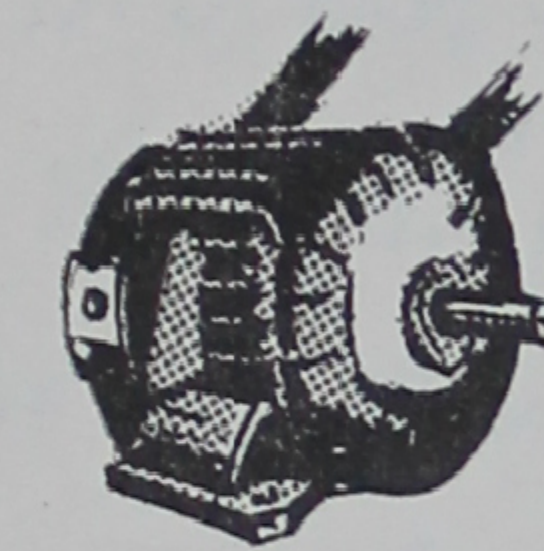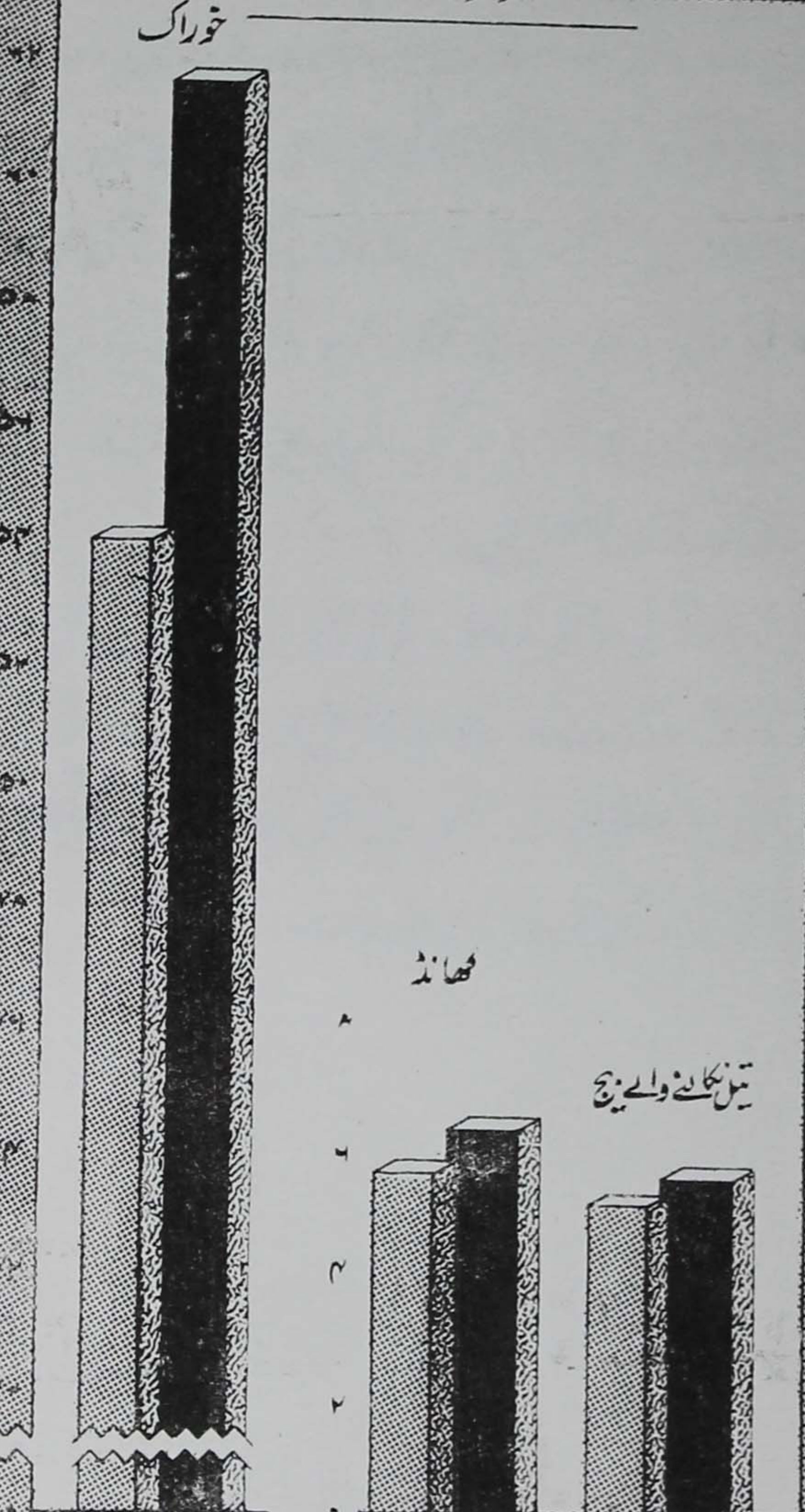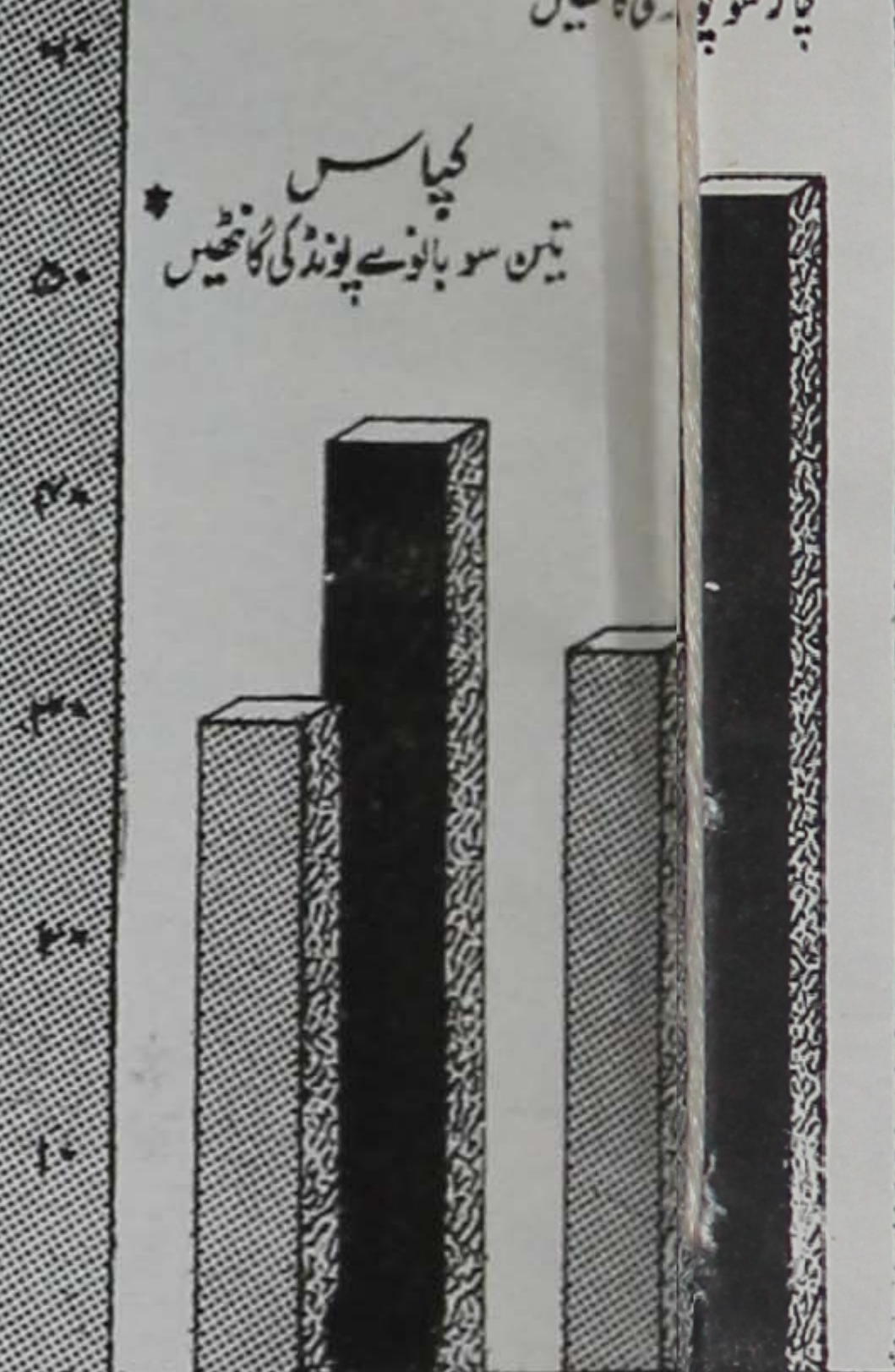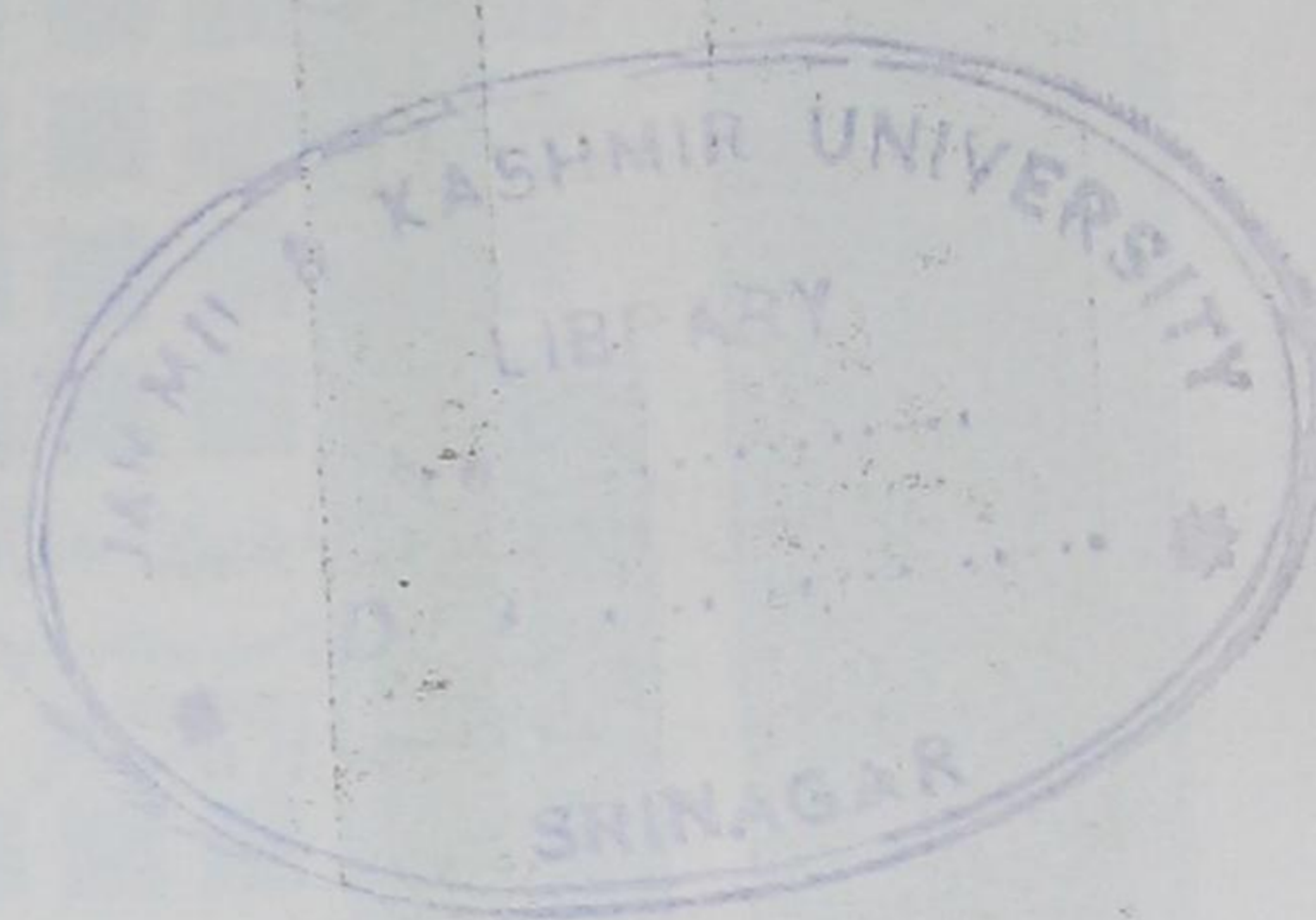
مثلاً وناڈیم، ٹیٹینیم کولمبیم کوئلہ اور بعض اور معدنیات پر کام کرنے کی اجازت مرکزی حکومت کے مشورے سے ریاستی حکومتیں دیتی ہیں۔ کمیشن نے یہ سفارش کی ہے کہ اس ایکٹ کا حلقۂ اختیار وسیع کر دیا جائے، تاکہ جنگی اہمیت کی دوسری معدنیات مثلاً کچا لوہا کچی میگنیز کرومائیٹ اور باکسائٹ پر بھی اس ایکٹ کا اطلاق ہو سکے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس مقصد کے لئے جو رقبے دیئے جائیں وہ ان سے کم نہ ہوں جو قابلیت سے کام کرنے کے لئے کم سے کم ضروری سمجھے گئے ہیں۔

دوسری سفارشیں بیورو آف مائنز (کانوں کے بیورو) کی طرف سے معدنی صنعت کے متعلق اطلاع حاصل کرنے۔ ابرق، میگنیز کرومائٹ اور دوسری معدنیات کو باہر کے ملکوں میں بھیجنے کے لئے مکمل یا نیم مکمل اشیاء میں تبدیل کرنے اور معدنی صنعت کے مختلف پہلوؤں میں تحقیق کرنے سے متعلق ہیں۔

کمیشن نے ان اصولوں پر مبنی توسیع و ترقی کے لئے ایک پروگرام وضع کیا ہے۔ اس پروگرام پر عملدرآمد کرنے کے لئے جیولاجیکل سروے آف انڈیا، انڈین بیورو آف مائنز نیشنل فیوئل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نیشنل میڈیکل لیبارٹری اور سنٹرل گلاس اینڈ سیرامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو مضبوط بنایا جا رہا ہے۔

ساتواں باب

محنت

کارکن یا سیوک ہماری اقتصادیات کی ریڑھ کی ہڈی ہے، لیکن وہ محض دستِ دولت آفریں ہی نہیں ہے بلکہ ایک انسان بھی ہے۔ خوراک، کپڑے اور مکان کے بارے میں اس کی بنیادی ضروریات کو لازمی طور پر پورا کیا جائے۔ اس کے علاوہ اُسے صحت، تعلیم، تفریحِ طبع اور متمدن زندگی بسر کرنے کی سہولیات بھی حاصل ہونا چاہئیں۔ اُسے اپنے معقول تحفظ اور معقول تنخواہ کا بھی یقین ہونا چاہیئے۔ اگر وہ یہ محسوس کرے کہ وہ اپنے ملازمت دہندہ سے انصاف کی توقع نہیں کرسکتا تو اُسے ایک غیر جانب دار ٹریبیونل تک رسائی حاصل ہونا چاہیئے۔ ان حقوق میں سے اس کے اکثر حقوق کی آئین گارنٹی کرچکا ہے۔ درحقیقت آزادی کے بعد حکومت نے اس کی حالت بہتر بنانے کے لئے خاص کوششیں کی ہیں، اور بحیثیت مجموعی سیوکوں نے بھی ان اقدامات کا تسلی بخش جواب دیا ہے۔

پلان کے تحت ترقی کا انحصار صنعتی عمل پر ہے۔ ملازمت دہندگان اور ملازم قوم کی بہبود کو ترقی دینے کے مشترکہ کام میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ اس لئے دونوں کو چاہیئے کہ وہ پیداوار کو بڑھانے، مال کی کوالٹی کو بہتر بنانے اور قیمتوں کو کم کرنے کے لئے مل جل کر کام کریں۔ جہاں تک ممکن ہو جھگڑوں کو نظر انداز کیا جائے۔ یہ اسی وقت ہوگا جب کہ سیوکوں، ملازمت دہندگان اور دیکھ بھال کرنے والے اسٹاف کے درمیان ایک باہمی ربط ہوگا۔ ورکس

کمیٹیوں کو اس بات کا ذمہ لینا چاہیئے کہ تنازعات وہیں موقعے پر ختم کر دئے جائیں گے۔

جب ملازمت دہندگان اور سیوکوں میں کوئی سمجھوتہ نہ ہوسکے تو حکومت کو مداخلت کر کے تصفیہ کرا دینا چاہیئے۔ ثالثی اور عدالتی کارروائی کا انتظام اور طریق کار ایسا ہونا چاہیئے کہ وقت اور روپیہ ضائع کئے بغیر اور عدالتی باریکیوں میں پڑے بغیر ایک مناسب سمجھوتہ قرار پا سکے۔

کام کرنے کے حالات

کارکنوں سے بہترین طور پر کام لینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے کام کرنے کے حالات میں خاطر خواہ تبدیلی کی جائے۔ یہ مقصد جب ہی حاصل ہوسکتا ہے جب کہ فیکٹریوں کانوں اور کارخانوں میں کام کے حالات کو باضابطہ بنانے والے قانون پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے گا۔ جو کام حکومت کے تحت چل رہے ہیں ان میں کام کرنے والے لوگوں کے ساتھ اچھا بلکہ فیاضانہ سلوک کیا جانا چاہیئے۔ اور اس طرح سے ان کاموں کے لئے جو نجی طور پر چلائے جا رہے ہیں ایک معیار قائم کرنا چاہیئے۔

تنخواہیں

گزشتہ چند سال میں تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ موجودہ حالات میں اگر تنخواہوں میں مزید اضافہ کر دیا جائے تو اس سے کارکنوں کو مستقل طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیوں کہ قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے تنخواہوں کا اضافہ بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ ان کا معیارِ زندگی صرف اسی حالت میں بلند ہوسکتا ہے جب یا تو قیمتوں میں کمی واقع ہو اور یا پیداوار میں اضافہ ہو۔ اس لئے حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ایک طرف تو قیمتوں پر کنٹرول کیا جائے اور دوسری طرف روپے کی آمدنیوں میں اضافے کو روکا جائے۔ سیوک کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ اسے اس کی محنت کا معقول معاوضہ

ملے گا - کم سے کم تنخواہ کے قانون پر مؤثر طور پر عمل در آمد کرنا ضروری ہے۔

مرکز اور ریاستوں میں سہ طرفہ بنیادوں پر تنخواہوں کے بورڈ قائم کئے جائیں، جو تنخواہوں کے مسئلے کے ہر پہلو کا مطالعہ کریں اور میعادی طور پر کارکنوں کی تنخواہوں میں ایک ہم آہنگی پیدا کریں۔

کمیشن نے عقلی اصول پر تنظیم کے سوال پر بھی کافی غور و خوض کیا ہے۔ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ملازمت دہندوں اور کارکنوں کے ساتھ مشورہ کرکے ان کارگاہوں پر کام کرنے والے کارکنوں کے تحفظ کے اقدامات کئے جائیں، جہاں عقلی طور پر تنظیم جاری ہے۔ مثال کے طور پر تخفیف میں آئے ہوئے ملازموں کو تربیت اس خیال سے دی جائے کہ انھیں متبادل پیشوں میں کھپا لیا جائے گا۔

آٹھواں باب

نقل وحمل اور رسل و رسائل

ہمارا دیش ایک وسیع دیش ہے اور اس کے لئے ایک اچھا توسیع و ترقی یافتہ نقل وحمل اور رسل و رسائل کا انتظام بہت ضروری ہے۔ یہی سبب ہے کہ کمیشن میں مجموعی اخراجات کا ایک کافی حصّہ نقل وحمل کی توسیع و ترقّی کے لئے وقف کردیا گیا ہے۔

	(کروڑ روپوں میں)
ریلوے	۲۵۰٫۰۰
سڑکیں	۱۰۸٫۸۸
سڑکوں پر نقل وحمل	۸٫۹۷
جہازرانی	۱۸٫۰۵
شہری ہوائیہ	۲۲٫۸۷
بندرگاہیں اور لنگراندازی کے مقامات	۳۳٫۰۹
اندرون ملک میں آبی نقل وحمل	۰٫۱۰
ڈاک اور تار	۵۰٫۰۰
براڈکاسٹنگ	۳٫۵۲

سمندر پار کے رسل و رسائل	۱٫۰۰
موسمیاتی محکمہ	۰٫۲۳
	۴۹۷٫۱۰

۱ - ریلوے

جہاں تک ریلوے کا تعلق ہے سارے ایشیا میں اتنا بڑا کسی ملک کا انتظام نہیں ہے۔ ہمارے یہاں پٹڑی کی لمبائی ۰۰۴۳ ہزار میل ہے۔ اور اس نظام میں کوئی دس لاکھ افراد کام کرتے ہیں۔ جب دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو اکثر ریل گاڑیوں کی عمر ختم ہو چکی تھی۔ ایک تو یہ ریل گاڑیاں پرانی تھیں۔ دوسرے جنگ کے دنوں میں ان پر ٹریفک کا بھاری بوجھ آپڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرانی گاڑیوں کی مرمت اور نئی گاڑیوں کے بنانے کا کام معرضِ التوا میں پڑتا گیا۔ ۳۱ - مارچ ۱۹۵۱ء کو ایک ہزار اکیاون انجن اس حالت میں تھے کہ ان کی تبدیلی ضروری تھی۔ حالانکہ ہر سال عام طور پر ایک سو نوّے انجنوں کے تبدیل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح اسی تاریخ کو گاڑیوں کے پانچ ہزار پانچ سو چودہ ڈبے اور ۲۱۴۱۸ ویگن ناکارہ ہو چکے تھے۔ حالانکہ اگر سال بہ سال یہ ڈبے اور ویگن تبدیل کیے جاتے تو سال بھر میں ۶۵۰ ڈبے اور ۵۰۰ ویگنوں کی تبدیلی کی ضرورت پیش آتی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ پلان کی مدت کے دوران میں ریلوے پر جو روپیہ خرچ ہوگا اس کا بیشتر حصہ نئے انجنوں، ڈبوں اور ویگنوں کو مہیا کرنے پر صرف ہوگا۔ اس روپے میں اگر وہ روپیہ بھی شامل کرلیا

جائے جو ہر سال ریلوں کی تجدید کے لئے وقف کیا جاتا ہے تو رقم ۴۰۰ کروڑ روپے تک جا پہنچے گی۔ اس کے علاوہ تقریباً ۶۰ کروڑ روپے کی گراں قدر رقم مرمت اور پٹریوں کی حالت بہتر بنانے پر صرف کی جائے گی۔ جنگ کے دنوں میں اکثر چھوٹی لائنیں اُکھاڑ دی گئی تھیں، انہیں اب دوبارہ بچھانا ہوگا۔ یہ بھی ضروری ہے کہ تیسرے درجے کے مسافروں کو زیادہ آرام بہم پہنچایا جائے، اور اس کے لئے تقریباً پندرہ کروڑ روپے کی ضرورت ہوگی۔ ان تمام اخراجات کے بعد نئی لائنیں جاری کرنے کے لئے صرف ۲۰ کروڑ روپیہ بچے گا۔

جہاں تک ممکن ہو ریلوے ایسے اہم نظام کی ضروریات اندرونی پیداوار ہی سے پوری ہونا چاہئیں۔ اس مقصد کے پیشِ نظر حکومت نے چترنجن کے مقام پر ریلوے انجن بنانے کا کارخانہ قائم کیا ہے۔ پلان کی مدت کے دوران میں یہ کارخانہ اور ٹاٹا لوکو موٹو انجینئرنگ کمپنی بالترتیب ۲۶۸ اور ۱۷۵ انجن تیار کریں گی۔

۲۔ جہازرانی اور بندرگاہیں

ہمارے ساحلِ بحر کی لمبائی ۲۹۰۰ میل ہے۔ اس طویل سمندری کنارے کے مطابق غیر ملکوں سے تجارت کرنے کے لئے ہمیں بڑی تعداد میں تجارتی جہازوں کی ضرورت ہے۔

۱۹۵۱ء میں ہندوستان کے پاس ۲۱۷۲۰۱ ٹن کے ۷۳ جہاز تھے۔ جو ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ اور ۱۷۳۱۰۵ ٹن کے ۴۲ جہاز تھے، جو غیر ملکوں کے ساتھ تجارت کرتے تھے۔ ۵۵-۱۹۵۶ء تک ان دونوں قسم کے جہازوں کا وزن تین تین لاکھ یعنی مجموعی طور پر ۶ لاکھ ٹن ہو جائے گا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ۱۸۶۷ کروڑ روپے کی لاگت

سے جہازی کمپنیوں سے جہاز حاصل کئے جائیں گے۔ اس روپے میں سے ۱۴۶۴
کروڑ روپیہ ان کمپنیوں کو حکومت کی طرف سے قرض کے طور پر دیا جائے گا۔

بڑھی ہوئی غیر ملکی تجارت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پانچ بڑی بندرگاہیں بمبئی، کلکتہ، مدراس، کوچین اور وشاکھاپٹنم کی تجدید کی جائے گی، اور انھیں وسعت دی جائے گی۔ کراچی کی کمی پوری کرنے کے لئے کچھ میں کانڈلہ نامی بندرگاہ کو توسیع و ترقی دی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ ۸ کروڑ روپے کی لاگت سے تیل صاف کرنے کے کارخانوں کو بھی بندرگاہوں کی سہولیات مہیا کی جارہی ہیں۔

۳- شہری ہوائیہ

بھارت میں سال کا بیشتر حصہ ہوا بازی کے لئے حالات بہت سازگار رہتے ہیں۔ اس لئے یہ ملک ہوا بازی کی توسیع و ترقی کے لئے بہت ہی موزوں واقع ہوا ہے۔ آزادی کے بعد ہوا بازی کی توسیع میں تیز رفتاری سے ترقی ہوئی ہے۔ اور حفاظت اور خدمت کے سلسلے میں اس نے ایک اچھا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ اس وقت تک بہت سی کمپنیاں ہوا بازی کا کام کررہی تھیں۔ اقتصادیات اور کامیابی کے پیشِ نظر حکومت نے ان کی جگہ دو کارپوریشنیں قائم کردی ہیں۔ ایک کارپوریشن اندرون ملک میں ہوا بازی کے کام کے لئے ہے، اور دوسری بین الاقوامی آمد و رفت کے لئے۔ جن کمپنیوں کی جگہ یہ دو کارپوریشنیں قائم کی گئی ہیں انھیں معاوضے کے طور پر دینے کے لئے اور نئے ہوائی جہاز خریدنے کے لئے پلان میں ۹۶۵ کروڑ روپے کا انتظام کیا گیا ہے۔

۴- سڑکیں

" قوم کو اچھی سڑکوں کی قیمت ہر حالت میں ادا کرنا پڑتی ہے۔ خواہ

اس کے پاس اچھی سڑکیں ہوں یا نہ ہوں۔ اگر اس کے پاس اچھی سڑکیں نہ ہوں تو کچھ زیادہ ہی ادا کرنا پڑتا ہے" ہم اہلِ ہند کو سڑکوں کے نظام کی توسیع و ترقی کا پورا پورا احساس ہے۔

ہندوستان میں اس وقت ۲۵۰۰۰۰ میل لمبی سڑکیں ہیں جنھیں چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ قومی سڑکیں، ریاستی سڑکیں، ضلعے کی سڑکیں اور گاؤں کی سڑکیں۔ مرکزی حکومت ۱۳۴۰۰ میل لمبی قومی سڑکوں کی دیکھ بھال اور ترقی کے لئے ذمہ دار ہے۔ باقی سڑکوں کی دیکھ بھال کا کام ریاستوں کے ذمے ہے۔

پنج سالہ پلان کے تحت سڑکوں کے نظام کو بہتر بھی بنایا جائے گا اور اس میں توسیع بھی کی جائے گی۔ گذشتہ پانچ برس میں ۱۶۰ میل لمبی سڑکیں ۱۷ بڑے پل اور کئی چھوٹے چھوٹے پل تعمیر کئے گئے ہیں؛ اور ۱۰۱۵ میل سڑکوں کی حالت بہتر بنائی گئی ہے۔ اس وقت ۳۲۰ میل لمبی نئی سڑکیں اور ۱۸ بڑے پل زیرِ تعمیر ہیں۔ اس وقت ہاتھ میں جو کام ہے اُس کی تکمیل اور ۴۵۰ میل لمبی نئی سڑکوں ۴۳ نئے پُلوں اور اس کے علاوہ متعدد چھوٹے چھوٹے پُلوں کی تعمیر کے لئے پلان میں انتظام موجود ہے۔ اس کے علاوہ ۲۰۰۰ میل لمبی سڑکوں کی حالت بہتر بنائی جائے گی۔

مرکزی حکومت کی طرف سے ۲۷ کروڑ روپیہ قومی سڑکوں پر، ۴ کروڑ روپیہ بعض منتخب سڑکوں پر اور ۲۱،۶۵ لاکھ روپیہ سنٹرل روڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے قیام پر خرچ کیا جائے گا۔ ریاستوں میں سڑکوں کی توسیع و ترقی کے پروگرام پر ۳۶،۵ ۷ کروڑ روپیہ خرچ آئے گا۔

۵ ۔ ڈاک تار اور ٹیلیفون

ڈاک، تار، ٹیلیفون اور بے تار برقی کی رسل و رسائل کے لئے پلان

نے ۵۰ کروڑ روپیہ وقف کیا ہے - پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ ہر اُس گاؤں میں جس کی آبادی ۲۰۰۰ یا اس سے زیادہ ہے ایک ڈاک خانے کا انتظام کیا جائے . اور شہروں میں ٹیلیفون کی مزید سہولیات بہم پہنچائی جائیں -

نواں باب

سماجی خدمات

سماجی خدمات کی توسیع و ترقی کے لئے پلان میں کئی اسکیمیں موجود ہیں۔ مثلاً تعلیم، صحت، پس ماندہ طبقے کی بہبود اور عورتوں اور بچوں کی ترقی کی اسکیمیں۔ ان اسکیموں پر مجوزہ اخراجات نیچے درج کئے جاتے ہیں۔

	کروڑ روپوں میں
تعلیم	۱۵۵۶۷
صحت	۹۹۶۵
مکانات کی فراہمی	۴۸۶۸
محنت اور مزدوروں کی بہبود	۶۶۹
پس ماندہ جماعتوں، شڈیولڈ طبقوں اور قبائل کی بہبود	۲۸۶۹
	۳۳۹۶۸

۱۔ تعلیم

ہماری آبادی کا صرف چھٹا حصہ حرف شناس ہے۔ یہ ایک واضح بات ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام ناکافی ہے اور ہماری ضروریات کے مطابق نہیں ہے۔

ہمیں ایک تو تعلیم کے لئے سہولیات کی ضرورت ہے اور دوسرے طریقِ تعلیم میں تبدیلی کرنے کے لئے جو جو نشانے ہمیں حاصل کرنا ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ ۶ سے ۱۱ سال کی عمر کے بچّوں کی کم از کم ۶۰ فی صدی تعداد کے لئے تعلیمی سہولیات۔

۲۔ کم از کم ۱۵ فی صدی بچّوں کے لئے سکنڈری تعلیم۔

۳۔ ۱۴ سے ۴۰ برس کی عمر کے مردوں کی ۳۰ فی صدی اور عورتوں کی ۱۰ فی صدی تعداد کے لئے سماجی تعلیم۔

۶ سے ۱۴ برس کی عمر کے درمیان کے بچّوں کی تعلیم بنیادی قسم کی ہونا چاہئے اور اس میں جسمانی کام پر زور دینا چاہئے۔ سیکنڈری تعلیم کا مسئلہ ایک کمیشن کے زیرِ غور ہے اور پلاننگ کمیشن نے یہ مناسب خیال نہیں کیا کہ اس کمیشن کی رائے معلوم کرنے سے پہلے اپنی سفارشات پیش کر دے۔ لیکن پلاننگ کمیشن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اس کا بنیادی تعلیم کے ساتھ گہرا رابطہ ہونا چاہیئے اور بچے کو یہ محسوس نہ ہو کہ بنیادی اسکول سے اسکنڈری سکول میں جاتے ہوئے طریقۂ تعلیم میں فوری طور پر کوئی فرق واقع ہو گیا ہے۔ جہاں تک یونی ورسٹی کی تعلیم کا تعلق ہے ایک دلچسپ تجویز پیش کی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ پلان کی مدّت کے دوران میں کم از کم ایک دیہاتی یونی ورسٹی قائم کی جائے۔ یہ یونی ورسٹی اونچی تعلیم کے سلسلے میں بنیادی خیال کی ایک مدلّل ارتقائی صورت ہو گی۔

تعلیم بالغان جو صرف حرف شناسی کی ترقی تک محدود ہو بہت ہی ناکافی سمجھی گئی ہے۔ اس میں وسعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ اس میں صحت کے مسائل، فرصت کے اوقات کا صحیح استعمال اور شہریت سما سکے۔ ان تمام مفہوموں کو واضح کرنے کے لئے ایک نئی اصطلاح "سماجی تعلیم" (سوشل ایجوکیشن) وضع کی گئی ہے۔ اس سماجی تعلیم میں قوم کے اپنے ہاتھوں قوم کے اُدّھار کا جامع پروگرام شامل ہے۔ اس میں ہر قسم کی جماعتی سرگرمیوں مثلاً دیہاتی پنچائتوں کو اپریٹو سوسائٹیوں اور

ٹریڈ یونینوں کے لئے مواقع موجود ہیں۔ ایک ایسے ملک میں جس میں آبادی کا اتنا بڑا حصہ اَن پڑھ ہو، قومی توسیع و ترقی کے لئے سماجی تعلیم کی ترقی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔

تعلیم کے میدان میں لائق آدمیوں کو لانے کے لئے ٹیچروں کی تنخواہوں میں اضافہ اور ملازمت کی بہتر شرائط کی تجویز کی گئی ہے۔

تعلیم زیادہ تر ایک ریاستی مسئلہ ہے۔ اس لئے مرکز کی توجہ نئے تعلیمی طریقوں میں ریسرچ، منتخب افراد کی تربیت اور ادب پیدا کرنے پر مرکوز رہے گی۔ اس کے علاوہ مرکز ریاستوں کی تعلیمی سرگرمیوں کے درمیان باہمی رابطہ پیدا کرے گا۔ اور ان کی رہنمائی کرے گا، اور ایک نئے تعلیمی ڈھانچے کی بنیاد ہی رکھنے کی غرض سے جدید اسکیموں کو زیر عمل لائے گا۔ یونی ورسٹی کی تعلیم، ٹیکنیکی اور سائنسی تعلیم کی جانب مرکز خاص توجہ دے گا۔

مرکز بنیادی اور سماجی تعلیم پر ۲۰ کروڑ روپیہ، یونیورسٹی تعلیم پر ۳ کروڑ روپیہ، سائنسی اور ٹیکنیکی تعلیم پر ۱۱ کروڑ روپیہ اور یوتھ کیمپوں پر ایک کروڑ روپیہ خرچ کرے گا۔ ریاستیں تعلیمی پروگراموں کے لئے ۱۱۷ کروڑ روپیہ مہیا کریں گی۔

۲۔ صحت

ترقی کرنے کے لئے قوم کی صحت کا اچھا ہونا بنیادی طور پر ضروری ہے۔ اچھی صحت کے معنی صرف جسمانی طور پر ٹھیک ہونا نہیں ہے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص جسمانی ذہنی اور سماجی طور پر اپنے ماحول کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہو۔

ہمارے اکثر شہروں اور دیہات میں موجودہ سماجی خدمات ناکافی ہیں۔ ہیلتھ سروے ڈیولپمنٹ کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ ہر دو ہزار اشخاص کے لئے ایک ڈاکٹر، ۵۰۰ کے لئے ایک نرس اور ۲ ہزار کے لئے ایک دائی ہونا چاہیئے۔ اس وقت ہمارے یہاں ۶ ہزار ۳ سو اشخاص کے لئے ایک ڈاکٹر، ۴۳۰۰

کے لیے ایک نرس اور ۶۰ ہزار کے لیے ایک دائی ہے۔ ان اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں کتنی بڑی کمی کو پورا کرنا ہے۔

جہاں تک طبی اشخاص طبی ساز و سامان اور روپے کا تعلق ہے ہمارے ذرائع بہت محدود ہیں اس لئے ہمیں سب سے پہلے صحت کے بہت ضروری مسائل سے عہدہ برآ ہونا ہوگا۔ اہمیت کے اعتبار سے ان کی ترتیب یہ ہے۔ (۱) پانی اور پانی کے نکاس کا انتظام (۲) ملیریا پر کنٹرول (۳) ہیلتھ یونٹوں اور موبائل یونٹوں کے ذریعے سے دیہاتی آبادی کی دیکھ بھال (۴) عورتوں اور بچوں کے لئے صحتی خدمات۔ ریاستی حکومتوں کا پانی اور پانی کے نکاس پر ۵ء۲۳ کروڑ روپیہ خرچ کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کا تقریباً نصف شہروں میں پانی بہم پہنچانے کی حالت اور پانی کے نکاس کی حالت کو بہتر بنانے میں صرف کیا جائے گا۔ اور باقی دیہات میں۔

پھر ملیریا پر قابو پانے کا مسئلہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ بھارت میں تقریباً ۱۰۰۰ لاکھ لوگ ملیریا میں مبتلا ہیں۔ اور ہر سال تقریباً ۱۰ لاکھ جانیں اس کی نذر ہو جاتی ہیں۔ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ملیریا پر قابو پانے کے لئے ۱۵ کروڑ روپیہ کی لاگت سے ۱۲۵ ٹیمیں منظم کی جائیں۔ یہ ٹیمیں ڈی۔ ڈی۔ ٹی چھڑک کر مچھروں کو ہلاک کر دیں گی۔ جو لوگ ملیریا میں مبتلا ہیں ان کا نئی دواؤں سے علاج کیا جائے گا۔ اسی طرح سے بی۔ سی۔ جی کی ایک ملک گیر مہم شروع کی جائے گی جو تپ دق کی وجہ سے ہونے والی اموات میں کمی کر دے گی۔

پلان میں مزید ڈاکٹروں اور نرسوں کی تربیت کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ چند برسوں میں ہمارے دیہات میں ڈسپنسریوں کی تعداد موجودہ تعداد سے بہت بڑھ جائے گی۔ ان میں سے بعض ڈسپنسریاں موٹر گاڑیوں میں کام کریں گی تاکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جا سکیں۔

ہمارے بچوں میں ایک عام کمی یہ ہے کہ انھیں پوری غذائیت نہیں ملتی۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لئے ساری قوم کے بچوں کی صحت کے پیشِ نظر اسکولوں میں خوراک بہم پہنچانے

کا پروگرام وسیع پیمانے پر شروع کیا جائے گا۔ زچہ اور بچہ کی بہبود کی خدمات کے کام کو شہروں میں بھی اور دیہات میں بھی بہتر بنایا جائے گا اور وسیع کیا جائے گا۔

دیسی طریقۂ علاج

ہماری آبادی کا ایک بڑا حصّہ اپنے علاج کے لئے دیسی طریقہ ہائے علاج اور ہومیوپیتھی پر انحصار رکھتا ہے۔ کمیشن نے علاج کے ان طریقوں میں ریسرچ کرنے کے لئے ۵۰۷۵ء۳ لاکھ روپیہ وقف کیا ہے۔ اس روپے کا کچھ حصّہ دیسی دواؤں کی جڑی بوٹیوں کا جائزہ لینے کے لئے خرچ کیا جائے گا۔

مفرد اور مرکّب ادویہ

بھارت میں اب مفرد ادویہ چیچک کے ٹیکے اور سیرا متعدد قسموں میں تیار ہونے لگے ہیں۔ بعض ادویہ خاص طور پر جراثیم کش سلفا ڈرگز حیاتین اور کوڑھ کا علاج کرنے والی ادویہ ۱۰ کروڑ روپیہ سالانہ کی لاگت سے باہر کے ملکوں سے منگوائی جاتی ہیں۔ اس لئے حکومت نے پنسلین اور دوسری جراثیم کش ادویہ تیار کرنے کے لئے ایک فیکٹری قائم کرنے کا انتظام کیا ہے۔ عنقریب ڈی۔ ڈی۔ ٹی بنانے کی دو فیکٹریاں قائم کردی جائیں گی۔

۳۔ خاندانوں کو محدود کرنے کا سوال

اس وقت ہمارے ملک کی آبادی ان ذرائع کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے جو ہم استعمال کرسکتے ہیں۔ اگرچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، کنیڈا اور روس میں ہندوستان کے مقابلے میں بہت زیادہ ترقی ہوئی ہے اور ان ملکوں کا رقبہ بھی زیادہ ہے۔ لیکن ان کی آبادی بھارت سے کم ہے۔ بھارت میں ایک مربع میل میں ۲۸۰ افراد بستے ہیں جب کہ آسٹریلیا میں صرف ۳ کنیڈا میں ۳ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ۴۹ اور فرانس میں ۱۹۲ افراد آباد ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ ہماری آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ دس برسوں میں ہمارے دیش میں جو آبادی بڑھی ہے وہ فرانس کی ساری آبادی کے برابر ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مختلف طریقوں سے جو ترقی ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ محض اس لئے ملیامیٹ ہو جائے کہ ہماری آبادی بے تحاشا بڑھ رہی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ لوگ آبادی میں اضافے کے سماجی اور اقتصادی نتائج سے پوری طرح باخبر ہو جائیں۔ ماں کی صحت اور بچوں کی مناسب پرورش کے پیش نظر بھی یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاندانوں کو محدود کیا جائے۔ اس لئے کمیشن نے یہ تجویز کیا ہے کہ (۱) خاندانوں کو محدود کرنے کے حق میں رائے عامہ کو مضبوط بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں اور (۲) آبادی کے مختلف طبقوں میں خاندانوں کو محدود کرنے کے مؤثر طریقے تجویز کئے جائیں۔

ان سفارشات کو زیر عمل لانے کی غرض سے مرکزی وزارتِ صحت نے خاندانوں کو محدود کرنے کے پروگرام کے لئے ۶۵ لاکھ روپیہ وقف کر دیا ہے۔ اس پروگرام کے تحت سرکاری ہسپتالوں اور صحتی مرکزوں میں شادی شدہ لوگوں کو خاندانوں کو محدود کرنے کے لئے مشورے دیئے جائیں گے۔ اور خاندانوں کو محدود کرنے کے مختلف طریقوں میں وسیع پیمانے پر تجربے کئے جائیں گے۔

۴۔ مکانات کی فراہمی

مناسب قسم کے مکانات کا حاصل ہونا انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ اس وقت ہمارے دیش میں خاص کر شہروں میں مکانوں کی بہت بڑی کمی ہے اور جہاں تک مکانات بنانے کی سرگرمی کا تعلق ہے پرائیویٹ کوششیں مدھم پڑی ہوئی ہیں۔ کمیشن کے اندازے کے مطابق دیش کے لئے ۴۳ لاکھ مزید مکانوں کی ضرورت ہے۔

اس بات کا امکان کم ہے کہ صرف نجی کوششیں مکانات کی ضرورت کو پورا

کرسکیں۔ نتیجتاً یہ ضروری ہے کہ حکومت میدان میں آئے اور مکانات کی تعمیر کے کام کو شروع کرے۔ پلان کے تحت مرکز اور ریاستیں بالترتیب ۳۸ کروڑ اور ۱۰ کروڑ روپیہ مکانات کی تعمیر پر خرچ کریں گی۔

مرکزی حکومت شہری علاقوں میں تعمیر کے اخراجات برداشت کرے گی۔ یہ ریاستوں کے مکان بنانے کے بورڈوں اور صنعتی کارکنوں کی کوآپریٹو سوسائٹیوں کی امداد کرے گی۔ تاکہ یہ مکان بنانے کا کام اپنے ہاتھ میں لے سکیں۔ مکانات کی تعمیر کا آدھا خرچ انھیں امداد کے طور پر دیا جائے گا اور باقی قرض کے طور پر۔ مزدوروں کے نجی ملازمت دہندگان کو بھی اس بات کا حق ہوگا کہ وہ تعمیر کے خرچ کا ایک چوتھائی روپیہ امداد کے طور پر اور ۳۷ فی صدی قرض کے طور پر حاصل کریں۔

جہاں مرکزی حکومت شہروں میں مکانات تعمیر کرنے کا کام اپنے ہاتھ میں لے گی وہاں ریاستی حکومتیں دیہاتی علاقوں میں مکانات کی صورتِ حال کو بہتر بنائیں گی۔ دیہات میں مقامی ساز و سامان مثلاً عمارتی لکڑی بانس مٹی ریت اور شیشے سے نمونے کے مکانات تیار کیے جائیں گے۔ جو لوگ بہتر قسم کے مکانات بنانا چاہیں گے انھیں اس سلسلے میں ماہرانہ مشورے دئے جائیں گے۔

مکانات کی تعمیر کے پروگرام کو زیرِ عمل لانے کے لئے کمیشن نے تجویز کیا ہے کہ ایک مرکزی ہاؤسنگ بورڈ قائم کیا جائے۔ جس کی تمام ریاستوں میں شاخیں ہوں۔ یہ بورڈ پالیسیاں وضع کرے گا۔ روپیہ وقف کرے گا۔ ترجیحات قائم کرے گا اور ریسرچ کے کام کو ترقی دے گا۔

کمیشن نے تجویز کیا ہے کہ کرائے پر کنٹرول کرنے کے لئے تمام ریاستوں میں ایک ہی قسم کا قانون ہونا چاہیئے۔ مکانات تعمیر کرنے کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے کچھ مدت تک نئے بنے ہوئے مکانوں کو اس قانون کے حلقۂ اختیار سے باہر رکھا جائے۔ آخری سفارش یہ ہے کہ صرف خاص ہی حالات میں حکومت نجی طور پر بنے ہوئے

مکانات کو حاصل کرے۔

۵۔ سماجی بہبود

سماجی بہبود کی سرگرمیوں کا تعلق زیادہ تر عورتوں، بچوں اور ان لوگوں کے مسائل سے ہے جو جسمانی یا اخلاقی طور پر ناسازگار حالات میں کام کر رہے ہیں۔

عورتوں کی بہبود کا کام زیادہ تر نجی جماعتوں مثلاً آل انڈیا ویمنز کانفرنس ایسی جماعتوں کے ہاتھ میں ہے جو عورتوں اور مفلس بچوں کے لئے ڈسپنسریاں زچگی کے مراکز اور امداد گھر چلاتی ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کام میں اضافہ کیا جائے، اور اس سلسلے میں دیہات میں کام کرنے کے لئے بڑی تعداد میں کارکنوں کی ضرورت ہے۔

آج کے بچے کل کے شہری ہوں گے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان کی بہبود پر سماجی کارکنوں کی خاص توجہ مرکوز رہے۔ بچوں میں غذائیت کی کمی کو دور کرنے کے لئے سکولوں میں خوراک بہم پہنچانے کا انتظام قائم کیا جائے۔ بچوں کے لئے عوامی دایہ خانے کھولے جائیں اور انھیں مختلف قسم کے مراکز اور کھیل کے میدان مہیا کئے جائیں۔ کمزور دل مفلس اور یتیم بچوں کی خاص اداروں میں نگہداشت کی جائے۔

ایک قومی نوجوان تحریک کا چلانا بھی بہت ضروری ہے۔ مثال کے طور پر یوتھ کیمپوں۔ اسکاؤٹ تحریک اور نیشنل کیڈٹ کور میں شرکت کے لئے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ نوجوانوں میں خود امدادی قومی خدمت اور ڈسپلن کے جذبے کو ترقی دے کر یہ جماعتیں انھیں شہریت کی ذمہ داریوں کے لئے تیار کریں گی۔ پلان کے تحت قومی تعمیری سرگرمیوں کی خاطر نوجوانوں کو ایک مرکز پر لانے کے لئے کمیشن نے

ایک کروڑ روپیہ وقف کیا ہے۔

سارے دیش میں متعدد والنٹیر ایجنسیاں اور ادارے سماجی کام کر رہے ہیں۔ اگر موزوں طریقے سے ان میں باہمی ربط پیدا کر دیا جائے تو یہ ادارے بہت مؤثر کام کر سکتے ہیں۔ ان کی بہبود کی سرگرمیوں میں وسعت دینے اور انھیں بہتر بنانے کے لئے ۴ کروڑ روپیہ وقف کیا گیا ہے۔ اس روپے کا انتظام اور استعمال ایک غیر سرکاری بورڈ کے ہاتھ میں ہوگا۔ جو غیر سرکاری لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ یہ بورڈ سماجی کارکنوں کی تربیت کا بھی انتظام کرے گا۔

۶۔ پس ماندہ جماعتوں کی اصلاح

چونکہ مساوات قائم کرنا پلان کا ایک تسلیم شدہ مقصد ہے، اس لئے اس تسلیم شدہ حقیقت کے مطابق اس امر کی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ ان جماعتوں کی اس قدر اصلاح کر دی جائے کہ وہ قوم کے ترقی یافتہ طبقوں کی سطح پر آ جائیں۔ ان جماعتوں میں ۷۹ ۷ شڈیولڈ ذاتیں ۲۴۵ شڈیولڈ قبیلے اور ۱۹۸ خانہ بدوش قبیلے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بعض ایسے گروپ بھی ہیں جن کی پوری طرح سے وضاحت موجود نہیں۔

بھارت کے ۵۰۰ لاکھ ہریجنوں کی پہلی ضروریات مناسب مکانات اور تعلیم ہیں۔ پلان کی مدت کے دوران میں ریاستیں اور مرکز ۱۰ کروڑ اور ۴ کروڑ روپیہ بالترتیب ان کی بہتری کے لئے خرچ کریں گے۔ اس روپے کا ایک معتد بہ حصہ ان کی تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت پر خرچ کیا جائے گا۔

شڈیولڈ قبیلوں کے ۱۷۹ لاکھ افراد بھارت کے بہت قدیم باشندوں میں سے ہیں۔ وہ ریاست بمبئی، مدھیہ پردیش، بہار، اڑیسہ، پچھمی بنگال اور آسام کے دور دراز کے جنگلاتی علاقوں میں بسیرا کرتے ہیں۔ اور گذشتہ کئی صدیوں سے ان کے طریق زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

اب ان قبائلوں کی ترقی ضروری ہے۔ ان علاقوں میں پانی مہیا کرنے

کے انتظامات بہتر بنائے جائیں گے، اور سڑکیں بھی بنائی جائیں گی۔ اس وقت وہاں کے لوگ کبھی کہیں اور کبھی کہیں کاشتکاری کرتے ہیں۔ اب اس بات میں ان کی مدد کی جائے گی کہ وہ ایک ہی جگہ پر بسیرا کرکے کاشتکاری کا کام کریں۔ ان علاقوں سے ملیریا، جلدی بیماریوں، کوڑھ، آشوب چشم اور فیل پا ایسی بیماریوں کو جڑ سے اکھیڑنے کی کوشش کی جائے گی۔ چونکہ تعلیم کے عام انتظامات اُن کے حالات کے مطابق نہیں ہیں اس لئے اُن کی تعلیم کی جانب خاص توجہ دینی پڑے گی۔ مختصر یہ ہے کہ قبائلی لوگوں کا استحصال کئے بغیر ان کی اقتصادی بہتری کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ ان خانہ بدوش قبیلوں کو جن کے ساتھ اس وقت تک جرائم پیشہ قسم کے لوگوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ اب غیر مجلسی سلوک سے بچایا جائے گا، اور آہستہ آہستہ انھیں دیش کی اقتصادی زندگی میں جذب کیا جائے گا۔

دسواں باب

بحالی

بھارت میں اس وقت پچھمی پاکستان سے آئے ہوئے ۵۰ لاکھ اُکھڑے ہوئے لوگ اور پوربی پاکستان سے آئے ہوئے ۲۵ لاکھ اُکھڑے ہوئے لوگ موجود ہیں۔

اس امر کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ انھیں دوبارہ نئی زندگی شروع کرنے کے قابل بنا دیا جائے۔ پچھمی پاکستان کے اُکھڑے ہوئے کاشتکاروں میں سے اکثر لوگوں کو زمینیں الاٹ کی جا چکی ہیں اور انھیں تقاوی قرضے دے دئے گئے ہیں۔ اسی طرح سے پوربی پاکستان کے ۴ لاکھ ۷۰ ہزار دیہاتی خاندانوں میں سے ۳ لاکھ ۳۰ ہزار کو پوربی ریاستوں میں جذب کر لیا گیا ہے۔ مزید ۷۵ ہزار خاندانوں کو ۵۳-۱۹۵۴ء تک دوبارہ بسا لیا جائے گا۔

پچھمی پاکستان کے کوئی ۲۵ لاکھ مہاجرین شہری علاقوں میں آباد ہو گئے۔ انھیں جگہ دینے اور بحال کرنے کے لئے متعدد نئے شہر مثلاً نیلوکھیڑی اور فریدآباد بسائے گئے ہیں۔ مکانات کی فراہمی کے پروگرام کے تحت جو ۱۹۵۴ء میں مکمل ہوگا۔ ۵۹ کروڑ روپے کی لاگت سے ۱۰ لاکھ لوگوں کو رہنے کی جگہ مل جائے گی۔ اس اثنا میں باقی ۱۵ لاکھ لوگوں کو ان مکانات میں بسا دیا گیا ہے جو پاکستان جانے والے مسلمان اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ پوربی پاکستان سے آنے والے بے گھر لوگوں کے لئے قریباً ۹ کروڑ روپے کی لاگت سے مکانات بنائے گئے ہیں۔

اُکھڑے ہوئے لوگوں کے لئے متعدد طریقوں سے مثلاً انھیں سرکاری نوکریاں دے کر

مسلمانوں کی چھوڑی ہوئی تجارتی اور صنعتی جگہیں دے کر بیوپار جاری کرنے کے لئے قرض دے کر اور ٹیکنیکی اور پیشہ ورانہ تربیت دے کر روزگار فراہم کیا گیا ہے ۔ کوئی ۴۷ ہزار مفلس، بوڑھے اور اپاہج مردوں، عورتوں اور بچوں کی حکومت کی جانب سے دیکھ بھال ہو رہی ہے ۔ اُکھڑے ہوئے ہریجنوں کی بحالی کے لئے ایک خاص بورڈ قائم کیا گیا ہے ۔

پلان کے تحت ۵۴-۱۹۵۳ء تک بحالیات کے تحت ۸۵ کروڑ روپیہ خرچ کرنے کی تجویز کی گئی ہے ۔ اس وقف شدہ روپے کو بالکل الگ تھلگ کر کے نہیں دیکھنا چاہیئے ۔ جوں جوں پلان ترقی کرتا جائے گا، ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں عزم اور ہمت موجود ہے اور جو اپنے آپ کو ترقی کرنا دیکھنا چاہتے ہیں، نئے مواقع پیدا ہوتے رہیں گے ۔

گیارھواں باب

عوامی تعاون

ایک اقتصادی پلان پر دو طرح سے عملدرآمد ہو سکتا ہے - ایک تو جماعت بندی سے اور دوسرا تعاون سے - چونکہ بھارت ایک جمہوری ریاست ہے - اس لئے اس نے تعاون کا راستہ اختیار کیا ہے -

اصل میں ہمارا پلان تعاون کے میدان میں ایک بڑی مہم کی حیثیت رکھتا ہے - یہ تعاون ہے مرکز اور ریاستوں کے درمیان ، ریاستی حکومتوں اور لوکل باڈیز کے درمیان ، حکومت اور لوگوں کے درمیان اور باہمی طور پر خود لوگوں کے درمیان چونکہ پلان بحیثیت مجموعی قوم کی ترقی کے لئے ہے - ہر شخص کو اس خیال کے بغیر کہ سیاسی طور پر اس کا نظریہ کیا ہے اور وہ کس پارٹی سے وابستہ ہے ، ایک نئے بھارت کی تعمیر کے لئے کوشش کرنا چاہیئے -

پلان کے لیئے لوگوں کے دلوں میں جوش و خروش پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انھیں ان فوائد سے آشنا کیا جائے جو پلان کی بدولت اُن کو ، اُن کے بچوں کو اور اُن کے بچوں کے بچوں کو حاصل ہوں گے - اس کام میں مصنفوں ، فن کاروں ، ڈراما لسٹوں ، ماہرینِ تعلیم اور اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والے ہر لڑکے اور لڑکی کو تعاون کرنا چاہیئے - اخبارات ، ریڈیو اور فلموں کو چاہیئے کہ وہ پلان کا پیغام بھارت کے گھر گھر میں پہنچائیں -

یہ ظاہر ہے کہ سرکاری انتظام اس بات کا قطعی صورت دے گا کہ پلان پر

عملدرآمد کرنے کے لئے عوامی تعاون کی نوعیت کیا ہوگی اور وہ کس حد تک حاصل ہو سکے گا۔ اگر سرکاری انتظام بگڑا ہوا ہے، غیر ذمہ دار ہے، کاہل ہے اور ناقابل ہے تو پھر اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ لوگ حکومت کی جانب اپنا دستِ تعاون دراز کریں گے۔ اس لئے اس دیش کے ہر شخص کو خواہ وہ وزیر ہو یا قانون ساز ہو یا منتظم ہو، اس امر کی پوری کوشش کرنا چاہیئے کہ وہ عام انتظام کا معیار بلند کرے۔

جہاں گورنمنٹ پلان پر عملدرآمد کرنے کے لئے پوری کوشش کرے گی وہاں ہر انفرادی شہری پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس معاملے میں اپنا فرض ادا کرے۔ انجام کار خود امدادی بہترین قسم کی مدد ہے۔ اور ہم اس سلسلے میں اپنی مدد آپ کے اصول پر بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ایک جمہوری حکومت قوم کے لئے سب کچھ نہیں کر سکتی۔ ایک وسیع میدان ایسا بھی ہوتا ہے جس میں افراد خاص کر طالب علموں کی انجمنیں اور والنٹیر جماعتیں اپنے ذوق و شوق کو کام میں لاکر قوم کی بہتری کے لئے باہمی تعاون سے کام لے سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر نئی سڑکیں بنانے میں، نالیوں میں سے ریت مٹی نکالنے میں کثیر المقاصد منصوبوں پر عملدرآمد کرنے میں اور بچتوں کی مہمیں منظم کرنے میں والنٹری کوششیں بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ یہ امر باعثِ تسکین ہے کہ طلباء سارے دیش میں توسیع و ترقی کے کام میں حصّہ لے رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بچتوں کے کام کو ترقی دینے کے لئے ہمارے دیش کی عورتیں بھی قابلِ تعریف کوشش کر رہی ہیں۔

لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کے پاس فالتو وقت بھی ہے اور کام کرنے کی صلاحیت بھی۔ لیکن نہ یہ وقت کسی استعمال میں لایا جا رہا ہے اور نہ ہی اُن کے کام کرنے کی صلاحیت۔ فرصت کے ان لمحات اور کام کی صلاحیت کو ایک بڑے تعمیری کام کے لئے یکجا کر دینا ضروری ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے پیشِ نظر

ایک غیر سیاسی جماعت بھارت سیوک سماج کے نام سے کی گئی ہے۔

پلان کے سلسلے میں جو تعاون ہو رہا ہے اُس کی ترقی کی رفتار کا قومی ایڈوائزری کمیٹی وقتاً فوقتاً جائزہ لیا کرے گی۔ یہ کمیٹی اس تعاون کے دائرے کو وسیع کرنے کے لئے بعض اقدامات پر غور کرے گی۔

بارھواں باب

انتظام

پنج سالہ پلان نے ہمیں ترقی کا راستہ دکھا دیا ہے۔ ہمیں اپنی سمت کا بھی علم ہو گیا ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے سامنے کون کون سی مشکلات ہیں اور ہمیں کس طرح سے ان مشکلات کو عبور کرنا چاہیئے۔ اب اپنی اُمیدیں بر لانے اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس مشینری کا سارا انتظام ایماندار اور قابل ہاتھوں میں ہو۔ جہاں تک پلان کو زیرِ عمل لانے کا تعلق ہے، کوئی چیز اتنی ضروری نہیں ہے جتنا کہ انتظام اور لوگوں کا تعاون۔

اب اقتصادی حلقے میں حکومت کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ انتظام کا کام پہلے سے زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ اگر ہمیں وہ مقاصد حاصل کرنا ہیں جو پلان میں درج ہیں۔ تو سیاسی رہنماؤں کو بھی اور سرکاری ملازموں کو بھی ذمہ داری، اصولوں کی پابندی اور ضابطے کا زیادہ خیال کرنا ہوگا۔

ایک کامیاب انتظام کے بنیادی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سیاسی رہنماؤں اور سرکاری ملازموں میں باہمی تعاون ہو۔ سیاسی رہنماؤں کا بڑا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کی ضروریات کا تعین کریں، پالیسی وضع کریں اور اس بات کو دیکھیں کہ اس پالیسی پر مضبوطی سے عمل ہو رہا ہے۔ جہاں تک پالیسیاں وضع کرنے کا تعلق ہے۔ سرکاری ملازموں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ سیاسی رہنماؤں کو بغیر کسی خوف اور رعایت کے صحیح مشورے دیں گے۔ جب ایک پالیسی وضع ہو جائے تو پھر سرکاری مشینری کو بڑی وفاداری کے ساتھ اس پر

عملدرآمد کرنا چاہیئے۔

پچھلے چند برسوں میں سرکاری ملازمتوں کا معیار کچھ گر گیا ہے۔ کیونکہ ہم بعض کاموں کو بہت جلد ختم کرنا چاہتے تھے۔ لہذا اب یہ ضروری ہے کہ اس مشینری کے معیار کو اونچا کیا جائے۔ رشوت اور دوسری قسم کی بد دیانتوں کو جڑ سے اکھاڑنے اور قابلیت اور اقتصادیات کے معیار کو بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے پلاننگ کمیشن نے بعض اقدامات تجویز کئے ہیں۔

انتظامی مشینری کو اس قدر مضبوط بنا لینا چاہیئے کہ وہ اقتصادی اور صنعتی حلقوں کا بوجھ برداشت کر سکے۔ اس لئے کمیشن نے سفارش کی ہے کہ بنکوں، مالیات اور صنعتوں میں کام کرنے والے مشہور ماہرین اقتصادیات اور دوسرے ماہرین کو سرکاری محکموں میں لے لینا چاہیئے۔ اس کے علاوہ انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس کے جونیئر افسروں کو اقتصادی مسائل میں گہری تربیت حاصل کرنا چاہیئے۔

بھارت کا پنج سالہ پلان کام کرنے کا ایک پروگرام ہے۔ اس کام کا ایک حصّہ خود مرکزی حکومت انجام دے گی۔ مثال کے طور پر مرکز بڑے بڑے کاموں مثلاً سندری کا کھاد کا کارخانہ اور آب رسانی اور بجلی کے بڑے بڑے منصوبوں کی تکمیل کرے گا۔ اور پلان کی تکمیل کے لئے مناسب اقتصادی حالات پیدا کرے گا۔ بعض کاموں کی ذمہ داری نجی حلقے کی صنعتوں پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن پلان کے سب سے بڑے حصے پر ریاستیں عملدرآمد کریں گی اور اس میں انہیں عوامی تعاون کی بڑی ضرورت ہے۔ ریاستی مشینری کے ہر عمل کا خواہ وہ صنعت آب رسانی، سماجی خدمات، راشننگ، قیمتوں کے کنٹرول یا اناج حاصل کرنے کے میدان میں ہو، لوگوں کی بہبود پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ انتظامی مشینری کے ہر مرحلے پر قابلیت اور ایمان داری کا تعین کر لیا جائے۔ قابلیت اور ایمانداری کا یہ تعین چھوٹی تنخواہوں والے سرکاری ملازموں کے مرحلے پر بھی اشد ضروری ہے کیونکہ اس سے عوام کو بہت زیادہ سابقہ پڑتا ہے۔ یہی چیز مسئلے کی بنیاد ہے۔

پلاننگ کمیشن نے اپنی رپورٹ کے مختلف حصّوں میں، پلاننگ اور توسیع و ترقّی کے

لیے درکار انتظامی مشینری کے سوال پر بحث کی ہے۔ اس نے یہ تجویز کیا ہے کہ مرکز میں ایک مضبوط پلاننگ آرگنائزیشن ہونا چاہیئے جو مرکزی حکومت، ریاستی حکومتوں اور لوگوں تک اپنا رسوخ استعمال کرے۔ اس کے علاوہ ہر ریاست میں توسیع و ترقّی کی ایک کمیٹی (ڈیولپمنٹ کمیٹی) ہونا چاہیئے جس کا صدر چیف منسٹر ہو اور اس بات کی دیکھ بھال کے لئے کہ پلان پر صحیح طریقے سے عملدرآمد ہو رہا ہے ایک ڈیولپمنٹ کمشنر ہونا چاہیئے۔ اسی طرح سے ضلعے میں جو پلان میں ایک مرکزی پوزیشن رکھتا ہے ایک ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ کمیٹی ہوگی۔ دیہات میں پلان پر عملدرآمد کرنے کی ذمہ داری کا بوجھ پنچایتوں کے کندھوں پر ہوگا۔ لوگوں کے نمائندوں کا انتظامی مشینری کے ساتھ ہر سطح پر رابطہ قائم رکھا جائے گا۔

اس سارے ڈھانچے کی چوٹی پر نیشنل ڈیولپمنٹ کونسل ہوگی۔ اس کے اجلاسوں میں پردھان منتری اور مکھیہ منتری وقتاً فوقتاً پلان کی ترقّی کا جائزہ لیں گے۔

تیرھواں باب

مالی پہلو

پلان کے لئے ۲ ہزار ۶۹ کروڑ روپے کی ضرورت ہے۔ یہ روپیہ کہاں سے آئے گا نیچے کے نقشے سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ پلان کے لئے روپیہ کس طرح سے جمع کیا جائے گا۔

(کروڑ روپوں میں)

(۱)	مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی موجودہ آمدنیوں میں سے بچت (اس میں ریلوے بھی شامل ہے)	۷۳۸
(۲)	مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے اندرونی قرضے اور بچتیں وغیرہ	۵۲۰
(۳)	سٹرلنگ فاضلات کی واگذاری کے سلسلے میں خسارے کی مالیات	۲۹۰
(۴)	بیرونی امداد جو حاصل ہوگی	۱۵۶
(۵)	مزید بیرونی امداد یا اس کے عوض اندرونی ٹیکس، قرضے اور زیادہ خسارے کی مالیات کے اقدامات	۳۶۵
	میزان	۲۰۶۹

یہ بات ملحوظ رہے کہ مرکز اور ریاستوں کی آمدنی میں اضافہ اور وہ بچتیں جو ریلوے کے ذریعے سے ہوں گی۔ غالباً ۷۳۸ کروڑ روپے تک پہنچیں گی۔ سرکاری قرضوں کے ذریعے سے پرائیویٹ بچتوں سے ۵۲۰ کروڑ روپے کی توقع ہے۔ اس طرح اندرونی ذرائع سے جو روپیہ حاصل کیا جائے گا وہ ۱۲۵۸ کروڑ روپے تک پہنچتا ہے۔

(کروڑ روپوں میں)

(۱)	مرکز اور پارٹ سی ریاستیں	۷۲۶
(۲)	پارٹ اے اور بی ریاستیں اور جموں و کشمیر	۵۳۲
	میزان	۱۲۵۸

اس وقت تک ہمیں جو بیرونی امداد مل چکی ہے وہ ۱۵۶ کروڑ روپے ہے۔ گویا ہمیں ۶۵۵ کروڑ روپے اور حاصل کرنا ہیں۔ یہ کمی یا تو مزید بیرونی امداد سے پوری کی جا سکتی ہے، یا مزید ٹیکسوں، قرضوں اور خسارے کی مالیات سے۔

خسارے کی مالیات کا مطلب عام طور پر گورنمنٹ کی طرف سے روپے کا "پیدا کرنا" ہوتا ہے۔ بالعموم اس سے رہنے سہنے کے اخراجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک متوقع خسارے کی مالیات ۲۹۰ کروڑ روپے ہیں۔ توقع یہ کی جاتی ہے کہ سٹرلنگ فاضلات میں سے اتنا ہی روپیہ نکال کر اس کے اثرات ختم کر دئے جائیں گے۔ یہ روپیہ ملک کو سامان اور خدمات کی صورت میں حاصل ہوگا اور خسارے کی مالیات کے اثرات کو زائل کر دے گا۔

بیرونی امداد

اس وقت تک بھارت ۱۵۶ کروڑ روپے کی بیرونی امداد ریاستہائے متحدہ امریکہ کامن ویلتھ کے ممالک اور انٹرنیشنل بنک سے لے چکا ہے۔ باہر سے امداد کی صورت میں یا قرضے کی صورت میں اگر ۳۶۵ کروڑ روپیہ اور حاصل ہو جائے تو لوگوں کو کسی قسم کی مشکل میں مبتلا کئے بغیر پنج سالہ پلان پر عملدرآمد ہو سکتا ہے۔ اگر یہ امداد حاصل نہ ہو تو پلان میں کہیں کہیں چھوٹی چھوٹی

نئی ترتیب دینا پڑے گی۔ ہمیں تو باہر کی امداد کی توقع کئے بغیر ہی پلان کی تکمیل کے لئے تیار رہنا چاہیئے اپنے مستقبل کو محفوظ بنانے کا یہی واحد طریقہ ہے۔

قیمتوں کی پالیسی

قیمتوں کا پلاننگ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ قیمتوں میں ایک غیر معمولی اضافہ ہمارے تمام حسابات کو غلط کر دے گا۔ اس لئے آئندہ چند برس میں ہماری پالیسی یہ ہونا چاہیئے کہ قیمتوں میں اضافے کو روکا جائے۔ اس کے بعد ہمیں اشیاء کے مختلف گروپوں کے درمیان ایک مناسب باہمی ہم آہنگی قائم رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ ساتھ ہی ساتھ ہمیں ایسے اقدامات بھی کرنا چاہیئں کہ ہماری اقتصادیات قیمتوں کے بین الاقوامی اُتار چڑھاؤ سے محفوظ رہیں۔

کنٹرول

پلاننگ میں یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں کی اقتصادی زندگی پر کسی حد تک کنٹرول بھی ہونا چاہیئے۔ اس سے ذرائع کا بہترین استعمال، قیمتوں کی ایک مستحکم سطح اور کم یاب اشیاء کی آبادی کے مختلف طبقوں میں ایک منصفانہ تقسیم کا تیقّن ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کنٹرولوں کا ایک مدبّرانہ طور پر تجویز کیا ہوا اور قابلیت سے چلایا ہوا نظام پلان کے کام کا ایک ضروری حصّہ ہے۔ اگرچہ کنٹرولوں سے بعض لوگوں کو کچھ تکلیف ہوگی لیکن کنٹرول ایک مجوزہ ترقّی کے لئے بہت ضروری ہیں۔

چودھواں باب

فوائد

روزگار

کام کرنا اور کمانا ہر شخص کا فرض ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم ہر اُس شہری کے لئے جو کام کرنے کے قابل ہے اور کام کرنا چاہتا ہے روزگار پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ پلان میں جو پروگرام شامل کئے گئے ہیں۔ ان کے پیش نظر یہی مقاصد ہیں۔ مثال کے طور پر آب رسانی کے چھوٹے چھوٹے کام اور زمین توڑنے اور گھریلو صنعتوں کے احیاء کی اسکیمیں دیہات میں بے روزگاری کو کم کر دیں گی۔ اور بڑے پیمانے اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی وسعت شہری علاقوں میں روزگار کے نئے مواقع پیدا کر دے گی۔

دریائی وادیوں کے منصوبے جو ہزاروں اشخاص کی محنت اور مہارت سے مکمل ہوں گے۔ ہر طرف اقتصادی سرگرمیوں میں ایک حرکت پیدا کر دیں گے۔ ان منصوبوں سے جو بجلی پیدا ہوگی اس کی بدولت پڑھے لکھے لوگ حکومت سے قرض لے کر چھوٹے چھوٹے کارخانے قائم کر لیں گے جن میں مختلف قسم کی چیزیں تیار ہوں گی۔ بجلی کے ہیٹر، چولہے، سردخانے اور متعدد دوسری بجلی کی چیزیں ہمارے روزمرہ استعمال میں آ جائیں گی۔ اس طرح سے بجلی کا سامان بنانے والی صنعتوں میں وسعت پیدا ہوگی اور ان میں کئی لوگوں کو روزگار ملے گا۔ اس کے علاوہ دریائی وادیوں میں ماہیات، جنگل اور تفریح گاہیں پیدا ہو جائیں گی اور کئی لوگوں کو ان میں کام مل جائے گا۔

بیروزگاری کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے پلان جو کچھ کرے گا۔ اس کا کمیشن نے

مندرجہ ذیل خاکہ تیار کیا ہے۔

		سالانہ مزید روزگار
۱۔	صنعت جس میں چھوٹے چھوٹے پیمانے کی صنعتیں بھی شامل ہیں	۴ لاکھ
۲۔	بڑے بڑے آب رسانی اور بجلی کے منصوبے	۲٫۵ لاکھ
۳۔	زراعت۔ مزید علاقے میں آب رسانی کی وجہ سے	۱۴ لاکھ
	تالابوں کی مرمت کرنے سے	۱٫۵ لاکھ
	زمین توڑنے کی اسکیموں کی وجہ سے	۰٫۵ لاکھ
۴۔	تعمیرات	۱ لاکھ
۵۔	سڑکیں	۲ لاکھ
۶۔	گھریلو صنعتیں	۲۰ لاکھ + ۳۶ لاکھ افراد جنہیں روزگار مہیا کیا جائے گا
۷۔	تیسرا حلقہ (نقل و حمل، بنک اور دوسری خدمات، اور مقامی نوعیت کا کام	اس حلقے میں زیادہ روزگار پیدا ہوگا۔ لیکن اس کا تخمینہ لگانا ممکن نہیں ہے

دوسرے فوائد

جیسے کہ پہلے کہا جا چکا ہے پلان کا تخمینہ مزید زرعی اور صنعتی پیداوار کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ ۱۹۵۱ء میں ہماری قومی آمدنی ۹ ہزار کروڑ روپے تھی۔ ۱۹۵۶ء میں یہ ۱۰ ہزار کروڑ روپے ہو جائے گی۔ گویا پانچ برس میں ۱۱ فیصدی کا اضافہ ہوگا۔ اگرچہ اس مزید آمدنی کا کچھ حصہ دوبارہ صرفے میں لگایا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں کے پاس خرچ کرنے اور اشیاء خریدنے کے لئے زیادہ روپیہ ہوگا۔

اگرچہ وہ سماجی فوائد جو قوم کو پلان کے ذریعے سے حاصل ہوں گے۔ روپے آنے پائی کی صورت میں متعین نہیں کئے جا سکتے۔ لیکن ان کی اہمیت بہت زیادہ ہوگی۔ مثال کے طور پر ہماری صحت کے پروگرام کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ولیش میں بیماریاں کم ہو جائیں گی۔ نئے اسکولوں اور تعلیم بالغاں کی بدولت دیہاتیوں کا زاویۂ نگاہ بہت وسیع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ لوگ جب اپنی کوششوں کے ٹھوس نتائج دیکھیں گے تو انھیں اپنی طاقت پر اعتماد پیدا ہوگا۔ اس کے بعد وہ غریبی کو ایک ناگزیر شے اور بیماری اور قحط کو آسمانی مظالم کہہ کر نہیں ٹال دیا کریں گے۔ وہ اپنی بہتری کے لئے سخت محنت کریں گے اور اپنی تخلیقی زندگی میں ایک نئی مسرت محسوس کریں گے۔

پندرھواں باب

ترقّی

اِس وقت پلان کو زیرِ عمل آئے دو برس گذر چکے ہیں۔ اس مدّت میں ہمیں کیا حاصل ہُوا ہے؟

اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ پلان میں بہت سی اسکیمیں لمبی مدّت کی اسکیمیں ہیں اور ان کے بار آور ہونے میں پورا وقت صرف ہوگا۔ اس کے علاوہ اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ پہلا سال مبادیات ہی میں مثلاً سٹاف کے انتخاب اور سازو سامان اور دوسرے ذرائع جو پلان میں شامل شدہ اسکیموں پر عمل درآمد کرانے کے لیئے ضروری تھے، جمع کرنے میں صرف ہوگیا۔ اس کے باوجود گذشتہ دو برس میں ہمیں جو کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ خاصی اہم ہے۔

مثال کے طور پر پلان کو زیرِ عمل لانے کے لیئے جن حالات کی ضرورت تھی وُہ پیدا کر لئے گئے ہیں۔ کرنسی کے مصنوعی پھیلاؤ کو قابو میں کر لیا گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسے ختم ہی کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ۲۰۶۹ کروڑ روپے کے مجوزہ اخراجات میں سے ۵۸۵ کروڑ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے۔

زراعت کے حلقے میں اس درمیانی شخص کو جو مفت کی کمائی کھاتا تھا، ختم کیا جا رہا ہے اور اراضیات کو مجتمع کرنے کا پروگرام پوری تیزی سے

جاری ہے - کافی تعداد میں کنوؤں اور تالابوں کی مرمّت کی جا چکی ہے - نئے کنوئیں اور تالاب کھودے جا چکے ہیں اور نل کنوئیں لگائے جا چکے ہیں - مرکزی ٹریکٹر آرگنائیزیشن نے تقریباً ۱۴ لاکھ ایکڑ زمین توڑ لی ہے - اس کے علاوہ بھاری مقدار میں مختلف قسم کی کھادیں کسانوں میں تقسیم کی جا چکی ہیں - ان اقدامات اور ان جیسے دوسرے اقدامات کی بدولت پیداوار میں اضافہ ہوا ہے - جس کی بدولت خوراک کی صورتِ حال پہلے سے بہتر ہے -

آب رسانی اور بجلی کے منصوبے بھی تسلّی بخش رفتار سے ترقّی کر رہے ہیں - ان منصوبوں پر پہلے دو برسوں میں خرچ کرنے کے لئے ۲۰۶ کروڑ روپیہ وقف کیا گیا تھا - اور یہ مدّت ختم ہونے سے پہلے ۱۹۰ کروڑ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے - یہ توقّع کی گئی تھی کہ ۵۳-۱۹۵۲ء تک ۲ لاکھ ۳۹ ہزار کلوواٹ بجلی پیدا کی جائے گی - اب اس نشانے میں مزید ۷۶ ہزار کلوواٹ کا اضافہ کیا گیا ہے - جہاں تک آب رسانی کا تعلّق ہے ہم ابھی اپنے نشانے تک نہیں پہنچے - ان منصوبوں سے ابھی تک ۱۹ لاکھ ایکڑ زمین کے عوض صرف ۱۴ لاکھ ایکڑ زمین زیرِ آب رسانی لائی جا سکتی ہے -

حکومت کی اور نجی صنعتوں میں بھی پیداوار کی صورتِ حال حوصلہ افزا ہے - حکومت کے بعض کاموں مثلاً سندری کے کھاد کے کارخانوں ، چترنجن کی ریلوے انجن کی فیکٹری اور مشینی اوزاروں کی پروٹوٹائپ فیکٹری نے سامان بنانا شروع بھی کر لیا ہے - اُتر پردیش سرکار کی باریک اوزاروں کی فیکٹری نے پانی کے میٹر اور دُور بینیں بنانی شروع کر دی ہیں - اس کے ساتھ ہی نجی حلقے میں کئی نئے کارخانے قائم کیے گئے ہیں - اور متعدد اہم صنعتوں کی پیداوار میں اضافہ ہو گیا ہے -

سماجی خدمات کی حالت بہتر بنانے ، اکھڑے ہوئے لوگوں کی بحالی اور پس ماندہ جماعتوں اور مزدوروں کی بہبود کے سلسلے میں بھی مستحکم طور پر ترقی ہوئی ہے - لوگوں کے تعاون کے کام میں بھی ذوق و شوق روز افزوں بڑھ رہا ہے -

گزشتہ دو برس میں ہمیں جو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ان میں سے بعض کا نقشہ نیچے ملاحظہ فرمائیے:-

مزید علاقہ جس میں بڑے منصوبوں سے آب رسانی ہوئی ہے	۱۴۶۲ لاکھ ایکڑ
نئی پیدا شدہ بجلی	۳۱۵۰۰۰ کلوواٹ
زرعی فصلوں کی پیداوار میں اضافہ (۱۹۵۲-۵۳ء)	
پٹ سن	۱۴ لاکھ گانٹھیں
کپاس	۳۶۳ لاکھ گانٹھیں
گنا	۳۶۰ لاکھ ٹن
اناج	۱۱۶۵ لاکھ ٹن
نئی ایکڑ زرعی پیداوار میں اضافہ (خریف کی فصل ۱۹۵۲-۵۳ء)	۶۰ لاکھ ایکڑ
نئے طیار شدہ ریلوے انجن (چترنجن کا کارخانہ)	۵۸
نئی طیار شدہ ریل گاڑیاں (۱۹۵۱-۵۲ء)	۲۴۱
نئے طیار شدہ ریلوے ویگن (اپریل ۱۹۵۱ء۔ دسمبر ۱۹۵۲ء)	۸۰۰۰
چترنجن کے کارخانے میں ریلوے انجنوں کے جو مختلف حصے طیار کئے گئے ہیں۔ (جنوری ۱۹۵۳ء کی حالت)	۷۰ فیصدی
مزید ساحلی جہازرانی کے لئے جو جہاز حاصل کئے گئے (ٹن)	۷۷۰۰۰ جی آر ٹی

وشاکھاپٹنم کے شپ یارڈ میں تیار شدہ
بحری جہاز ۶

تعمیر شدہ نئی سڑکیں (قومی شاہراہیں
اور اہم سڑکیں) ۳ ۸۰ میل

موجودہ سڑکوں کی حالت بہتر بنائی گئی ۱۰۵۰ میل

نئے پل (بڑے) جو تعمیر کیے گئے ۱۷

حکومت کی وہ بڑی صنعتیں جنہوں نے سامان بنانا شروع کر دیا

سندری کا کھاد کا کارخانہ

چترنجن کا ریلوے انجنوں کا کارخانہ

انڈین ٹیلیفون فیکٹری

انڈین ریر ارتھ لمیٹڈ

ہندوستان کی مشین ٹول ٹکسال (علی پور)

مشینی اوزاروں کی پروٹوٹائپ فیکٹری اور امبرناتھ کی (مدافعتی صنعت کی) فیکٹری

مندرجہ ذیل اہم صنعتوں نے پیداوار میں اضافہ کیا

کپڑے کی صنعت

سیمنٹ

لوہا اور فولاد

کاغذ اور گتا

کپڑے سینے کی مشینیں

بائیسیکلیں

نقلی ریشم اور پٹ سن کا سامان

نئے پروگرام جو شروع کیے گئے

(۱) اکتوبر ۱۹۵۲ء میں ۵۵ کمیونٹی پراجیکٹ (اجتماعی منصوبے شروع کیے گئے)

(۲) قومی توسیعی خدمات کی جامع اسکیم جس کا اطلاق ایک لاکھ ۲۰ ہزار دیہات پر ہوتا ہے شروع کی گیئں۔

جہاں بعض میدانوں میں ٹھوس ترقی ہوئی ہے وہاں بعض اور میدانوں میں بھرپور اور انتھک کوششوں کی ضرورت ہے۔ پلان کے آنے والے برسوں میں یہ بھرپور اور انتھک کوششیں جاری رہیں گی۔ اس وقت دیش کی نئی تعمیر کرنے اور اپنی سماجی اور اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کا ایک سنہری موقعہ ہمارے ہاتھ میں ہے — آیئے ہم سب مل کر پنج سالہ پلان کو کامیابی کی منزل تک پہنچانے کے لئے اپنا اپنا فرض ادا کریں۔

پہلا پنج سالہ پلان

مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی توسیع و ترقی کے اخراجات
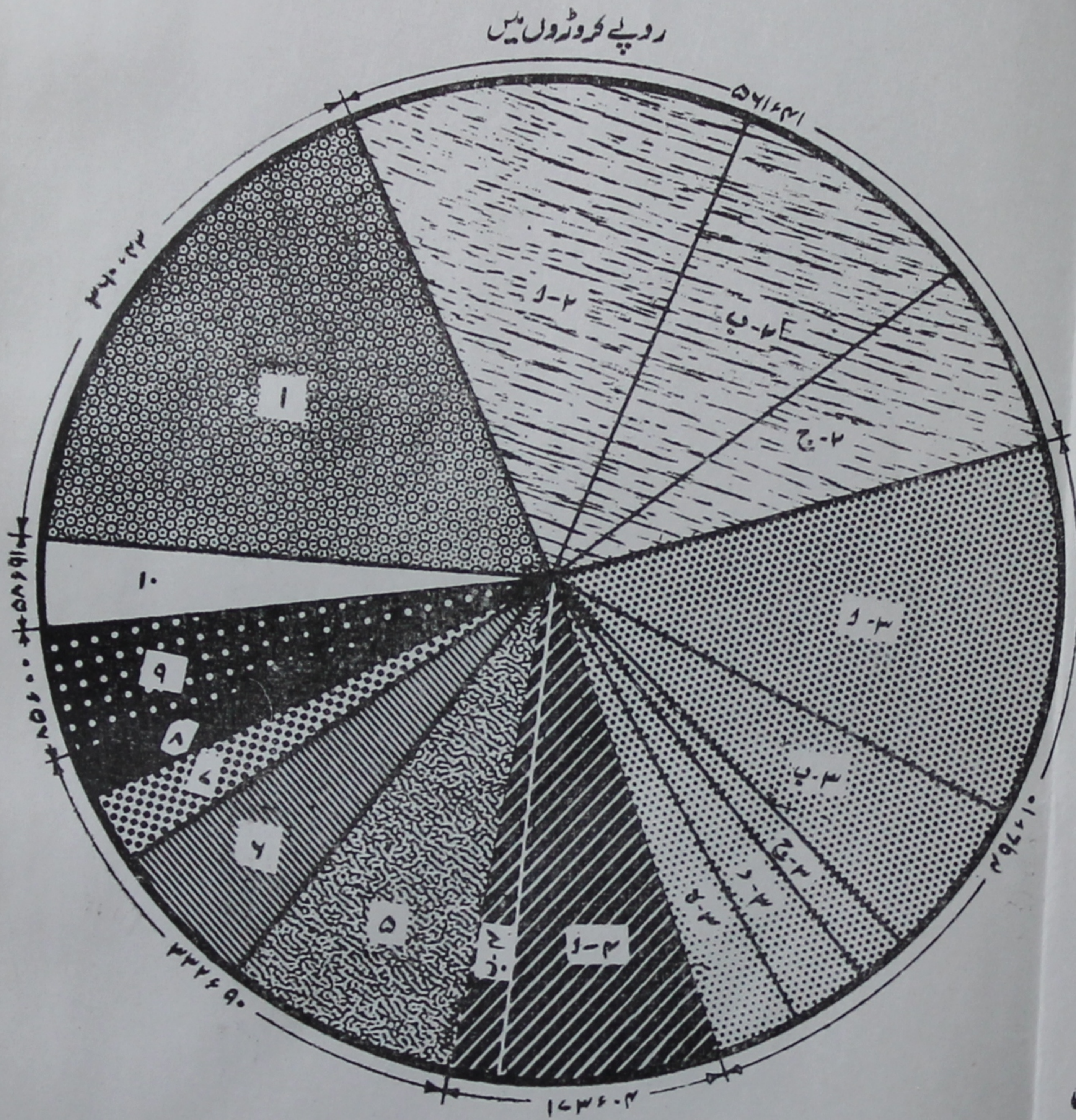
نئے ھند کی تعمیر

آج کروڑوں ھندوستانیوں کی مشترکہ کوششوں سے ایک نیا ھندوستان تعمیر ھو رھا ھے - پردھان منتری نے قوم کے نام ایک پیغام براڈکاسٹ کرتے ھوئے کہا تھا ''آؤ ھم سب اس کارنمایاں میں حصہ دار بن جائیں جس کا مقصد نئے ھندوستان کی تعمیر ھے'' اس پمفلٹ میں جو خوبصورت آرٹ پیپر پر بلاک کی تصویروں کے ساتھ شائع ھوا ھے اس زیر تعمیر نئے ھندوستان کی جھلکیاں ملتی ھیں -

قیمت آٹھ آنے

پنج سالہ پلان

سوالات و جوابات

پلاننگ کمیشن نے جو پنج سالہ پلان تیار کیا ھے وہ ایک ھزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل ھے - ظاھر ھے کہ اس قدر ضخیم کتاب پڑھنے کے لئے بہت وقت اور فرصت درکار ھے - ''سوالات و جوابات'' کے نام سے جو کتاب مرتب کی گئی ھے وہ ۷۲ صفحات پر مشتمل ھے اور اس میں تمام اھم امور سوال و جواب کی صورت میں بیان کر دیئے گئے ھیں -

قیمت چار آنے

اپنے شہر کے کتب فروشوں سے طلب کیجئے

یا

براہ راست مندرجہ ذیل پتے سے منگوائیے

بزنس منیجر پبلیکیشنز ڈویژن اولڈ سیکرٹریٹ دھلی-۸

پبلیکیشنز ڈویژن
منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ
گورنمنٹ آف انڈیا

چار آنے

اشوک پریس - دہلی